عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۳	۱۶ تا ۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۴ء	شمارہ:۱۹

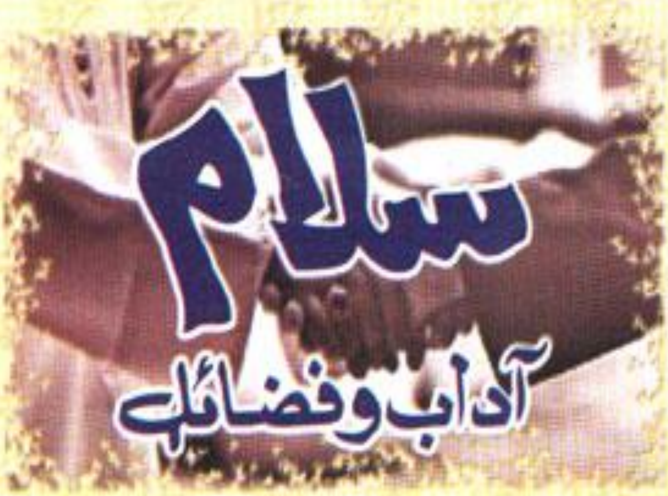

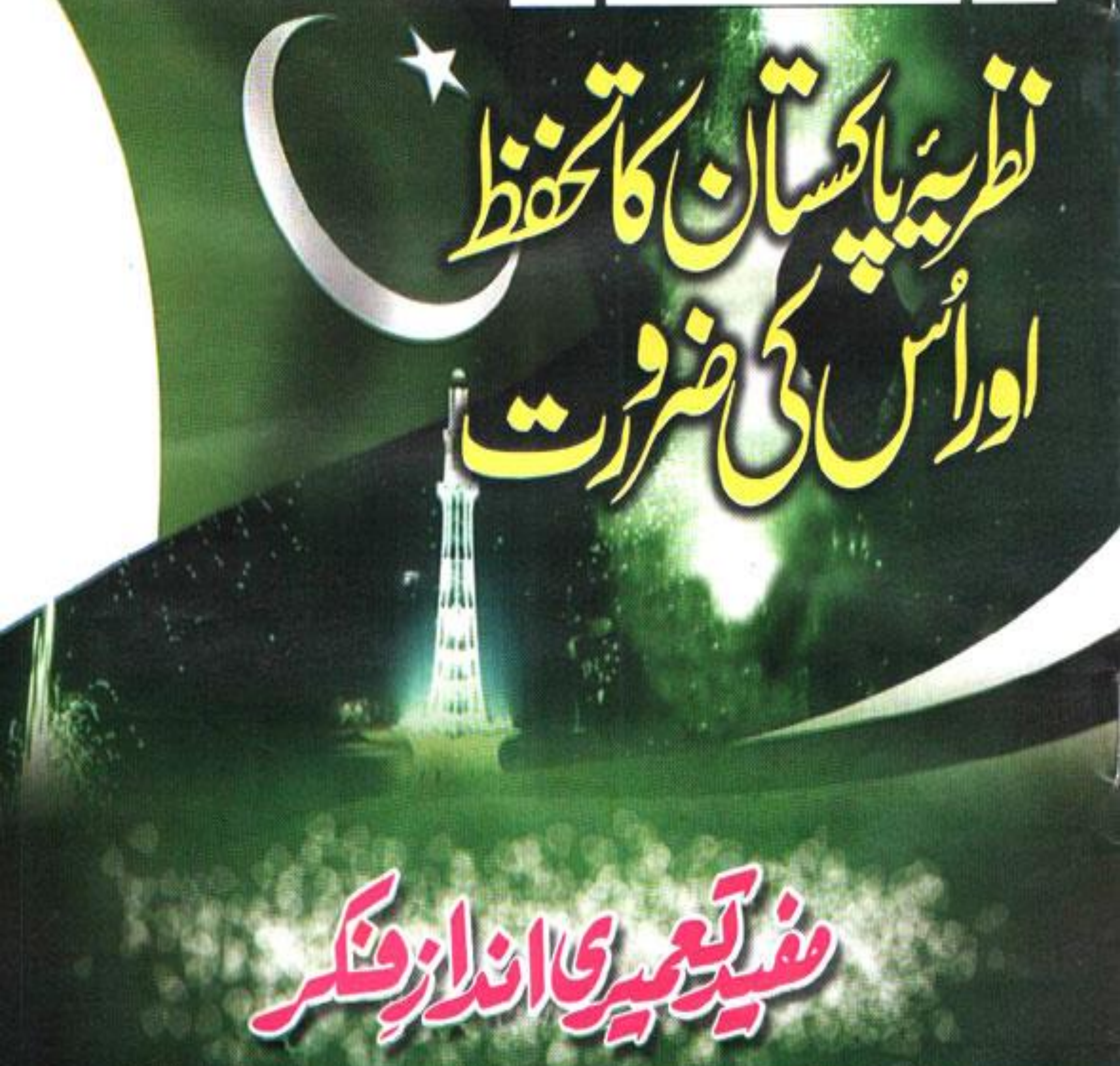

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

متفرق مسائل

میقات (ذوالحلیفہ) سے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے:

س:...... عمرہ کرنے کے بعد مدینہ منورہ سے واپس مکہ مکرمہ جانے پر دوبارہ عمرہ کرنا پڑے گا یا طواف سے کام چل جائے گا؟

ج:...... مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آنے والے کے لئے مدینہ کی میقات (ذوالحلیفہ) سے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا ضروری ہے۔ احرام کے بغیر میقات سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کر جائے تو اس پر لازم ہے کہ واپس میقات پر جائے اور احرام باندھے پھر مکہ مکرمہ آ کر عمرہ ادا کرے، کیونکہ میقات سے بغیر احرام کے مکہ آنے پر دم لازم آئے گا۔

وتر کی قضا پڑھنا ضروری ہے

س:...... وتر کی نماز کی قضا ہو سکتی ہے؟ اگر ہو سکتی ہے تو کس طرح ادا کی جائے؟

ج:...... وتر کی نماز واجب ہے اور اس کا وقت عشا کے فرض ادا کرنے کے بعد سے صبح صادق تک ہوتا ہے۔ اس دوران اگر کسی نے نماز وتر نہیں پڑھی تو وہ قضا ہو جائے گی اور بلا عذر ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے، اگر کسی کی وتر کی نماز رہ جائے تو بعد میں اس کی قضا پڑھنا ضروری ہے۔ رات میں یا دن میں جس وقت چاہے پڑھ سکتا ہے اور اس کے قضا پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو اس کے ادا پڑھنے کا ہے۔ البتہ صاحب ترتیب (یعنی جس کی کبھی بھی پانچ نمازیں ایک ساتھ اس طرح قضا نہ ہوئی ہوں کہ چھٹی نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو) کے لئے ضروری ہے کہ اگر اس کی وتر کی نماز رہ گئی ہو تو وہ پہلے وتر کی قضا پڑھے پھر فجر کی نماز ادا کرے۔

بغیر وضو نماز ادا نہیں ہوتی

س:...... غلطی سے بغیر وضو نماز پڑھ لی، نماز کے بعد یاد آیا کہ وضو نہیں تھا، کیا نماز ہو گئی یا نہیں؟

ج:...... بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ غلطی سے اگر ایسا کیا ہو تو توبہ و استغفار کرے اور وضو کر کے نماز دوبارہ سے ادا کرے۔

پالتو پرندوں یا جانوروں کو پنجرے میں قید کرنا

س:...... کیا آسٹریلین طوطے پالنا اور ان کو پنجرے میں قید رکھنا صحیح ہے؟ اسی طرح دوسرے جانور کو قید کرنا صحیح ہے؟ اور ان کی خرید و فروخت کرنا درست ہے؟

ج:...... پالتو پرندے یا جانور جن کو قید میں رکھا جاتا ہے، اگر ان کے دانہ پانی اور کھانے پینے کا مناسب انتظام رکھے تو ایسا کرنا جائز ہے اور ان کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور اگر پرندے یا جانور اس قسم کے ہوں کہ انہیں قید میں نہیں رکھا جا سکتا، قید کرنے سے انہیں تکلیف و اذیت ہوتی ہے تو انہیں پکڑنا اور قید کرنا درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳ — ۱۶ تا ۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۱۴ء — شمارہ: ۱۹

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
نظریۂ پاکستان کا تحفظ اور اس کی ضرورت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
مفید اور تعمیری انداز فکر!	۶	مولانا شمس الحق ندوی
سلام کے فضائل و آداب!	۸	حافظ محمد زاہد
حضرت مولانا یوسف لدھیانوی... ایک عظیم مصلح امت	۱۳	مفتی محمد اصغر، فیصل آباد
ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۹)	۱۶	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ختم نبوت... عقل کی روشنی میں (۹)	۱۹	مولانا محمد اسحاق صدیقی
ختم نبوت کانفرنس، لاہور	۲۲	رپورٹ: محمد اسماعیل شجاع آبادی
ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان	۲۵	رپورٹ: مفتی محمد راشد مدنی
ختم نبوت کانفرنس سکھر	۲۶	رپورٹ: عبداللطیف اشرفی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

نظریۂ پاکستان کا تحفظ اور اس کی ضرورت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

مسلمانوں نے متحدہ ہندوستان پر آٹھ سو سال سے زیادہ حکومت کی۔ انگریز نے ان سے اقتدار چھینا اور تقریباً دو سو سال تک وہ ہندوستانی قوم پر مسلط رہا۔ علمائے کرام نے اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا، کئی جگہ اور مواقع پر اس کے خلاف عملی جہاد بھی کیا، عوام الناس میں اس کے خلاف ایک منظم تحریکی اور جہادی روح پھونکی۔ اس کے نتیجے میں تحریک پاکستان وجود میں آئی۔ ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے خطبۂ الٰہ آباد میں پاکستان کا تصور اور خاکہ پیش کیا، جسے آگے چل کر دو قومی نظریہ کا نام دیا گیا اور اسی اساس پر قائد اعظم محمد علی جناح نے علمائے کرام کے ساتھ مل کر پاکستان کی جدوجہد شروع کی اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

اس وقت تحریک پاکستان کے قائدین نے نعرہ دیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا إلہ إلا اللّٰہ۔ علمائے کرام نے اس نعرہ کی بنیاد پر تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور قائد اعظم نے ان کی محنتوں، کاوشوں اور کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے پاکستان کے دونوں حصوں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان میں پاکستانی جھنڈا انہیں کے ہاتھوں سے لہروایا۔

پاکستان بن جانے کے بعد علمائے کرام ہی کی محنتوں سے مارچ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد منظور کی گئی اور اسی سے آئین سازی کی ابتدا ہوئی، جس میں کہا گیا کہ: ”چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا، وہ ایک مقدس امانت ہے“۔ اور اس میں کہا گیا کہ: ”جس کی رو سے جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدلِ عمرانی کے اصولوں کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے گا، جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جس طرح کہ قرآن پاک وسنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں“۔

اسی طرح ۱۹۷۳ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو کی وزارتِ عظمیٰ کے دور میں علمائے کرام کی محنت اور جدوجہد سے پاکستانی قوم کو متفقہ آئین ملا، جس میں بطور خاص درج ذیل قرآن اور سنت کے متعلق اسلامی شقیں آئین میں رکھی گئیں:

”ا:...... موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے طے شدہ اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا جائے گا اور ان اصولوں سے متصادم ہونے والا کوئی قانون منظور نہیں کیا جائے گا۔

۲:...... اس آرٹیکل کا کوئی حصہ غیر مسلم شہریوں کے پرسنل لاء کو متاثر نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی شہری حیثیت میں کوئی تبدیلی لائی جائے گی۔“

ان اسلامی شقوں کی تشریح وتفصیل کے لیے ایک اسلامی کونسل کی تشکیل کی گئی، جس کے اغراض ومقاصد کو یوں واضح کیا گیا:

ا:...... پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل پیرا ہو کر ایک عام مسلمان اپنی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق بسر کر سکے۔

۲:...... کونسل طلب کیے جانے پر صدر، گورنر، پارلیمنٹ، کسی ایک ایوان اور صوبائی اسمبلی کو مشورے فراہم کرے گی اور انہیں کسی مخصوص بل کے بارے میں مطلع کرے گی کہ وہ بل اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں۔

۳:...... ایسی سفارشات پیش کرے گی جن پر عمل کر کے موجودہ قوانین کو بتدریج اسلامی انداز میں ڈھالا جا سکے گا۔ کونسل یہ بھی بتائے گی کہ قوانین کو اسلامی طرز پر ڈھالنے کے لیے انہیں کتنے مرحلوں میں منقسم کرنا ہوگا۔

۴:......ایسے اصولوں کو جو اسلامی روح کے مطابق ہوں اور جن کو قانونی درجہ دینا ضروری ہو، کونسل سلیقے سے ترتیب دے گی، تاکہ پارلیمنٹ اور اسمبلیاں ان سے رہنمائی حاصل کرسکیں۔

۵:......جب کوئی سوال صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کی طرف سے مشورہ کے لیے کونسل کو پیش کیا جائے گا تو کونسل کے لیے لازمی ہوگا کہ وہ پندرہ دنوں کے اندر صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جس نے بھی مشورہ طلب کیا ہو) کو اطلاع دے کہ وہ مشورہ کب تک فراہم کردے گی۔

۶:......اگر فوری ضرورت ہوگی اور صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی محسوس کرے گی کہ قانون کے بارے میں کونسل کا مشورہ دیر سے ملنے کا امکان ہے تو وہ مشورہ کے پہنچنے سے پہلے ہی قانون بناسکتے ہیں۔ یہ قدم عوامی مفاد کے تقاضوں کے تحت اٹھایا جاسکتا ہے۔ اگر قانون منظور ہوجاتا ہے اور کونسل اس کے بارے میں رائے دیتی ہے کہ وہ اسلام کے اصولوں کے منافی ہے تو صدر، گورنر، پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی (جو بھی متعلق ہو) اس قانون کو ایک بار پھر ایوان میں پیش کروائے گا۔

۷:......اپنے قیام کے بعد کونسل سات سال کے اندر آخری رپورٹ پیش کرے گی اور ہر سال ایک عبوری رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔ رپورٹ چاہے آخری ہو یا عبوری، اُسے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ رپورٹ تمام صوبائی اسمبلیوں میں بھی پیش ہوگی، تاکہ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں اس پر بحث ہوسکے۔ پارلیمنٹ اور ہر اسمبلی رپورٹ کا جائزہ لینے کے بعد آخری رپورٹ پیش ہونے کے دو سال بعد تک اس کے مطابق قانون بنائے گی۔“

افسوس تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، اس کے آئین میں طے ہے کہ ملک کے صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ اس میں قرآن وسنت کو سپریم لاء مانا گیا ہے اور آئین میں لکھا گیا ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی نہیں ہوسکتی، لیکن اس میں سود کو ابھی تک قانونا جواز فراہم کیا گیا۔ عائلی قوانین سراسر اسلام کے متصادم بنائے گئے۔ شراب خانوں اور قحبہ خانوں کے لائسنس اور پرمٹ ابھی تک جاری کیے جاتے ہیں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط نظامِ تعلیم کی برابر پشت پناہی کی جارہی ہے، حتیٰ کہ اب تو پرائمری اسکولوں میں اس کو رواج دیا جارہا ہے اور جب بھی کسی حکومت سے اسلامی نظام کے نفاذ، نظریۂ پاکستان کے تحفظ اور اسلامی قوانین وحدود پر عمل پیرا ہونے کی بات کی جاتی ہے تو غیر ملکی امداد اور تعاون سے چلنے والی این جی اوز ”سول سوسائٹی“ کے نام سے کھڑی ہوجاتی ہیں اور آئین پاکستان میں درج اسلامی شقوں کو آئین سے نکالنے کے لیے مظاہرے اور جلوس تک نکالے جاتے ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل جو ۱۹۷۳ء میں متفقہ آئین کے تناظر میں بنائی گئی تھی ۴۰ سالوں سے اس کی سفارشات کو طاقِ نسیان کی زینت بنایا گیا اور ستم بالائے ستم یہ کہ میڈیا کے ذریعہ عریانی وفحاشی کے سیلاب میں پوری قوم کو ڈبونے کی کوشش کی جارہی ہے، حالانکہ مغرب اس کا خمیازہ بھگت چکا ہے، وہاں سماجی بندھن ٹوٹ چکا ہے، ازدواجی نظام ختم ہونے کے قریب ہے۔

اس عریانی وفحاشی کی بنا پر شرم وحیا، عفت وعصمت اور طہارت وپاکدامنی کے الفاظ بے معنی ہوکر رہ گئے ہیں، آئے دن بچیوں کا گھر سے آشنا کے ساتھ بھاگ جانا، شادی شدہ گھروں کا برباد ہونا، بن باپ کے بچوں کی پیدائش کا روز افزوں ہونا، یہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی وہ سوغاتیں ہیں جو ہمارے ملک میں بے بہا تقسیم کی جارہی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہمیں اس گندگی کے سیلاب کو روکنے کی فرصت نہیں، لیکن اسلام کا نام آتے ہی ہماری بیوروکریسی اور براجمان اقتدار کے بزرجمہروں کے تیور بدل جاتے ہیں اور مدارس وعلمائے کرام کا ناطقہ بند کرنے کے لیے انہیں نئے سے نئے قوانین بنانے کی فکر پڑ جاتی ہے، حالانکہ یہ مدارس اور علمائے کرام اپنی مملکت خداداد پاکستان کے دل وجان سے خیر خواہ، اس کے پاسبان اور محافظ ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہمارے پیارے ملک پر کوئی آفت یا برا وقت آئے، ان شاء اللہ! سب سے پہلے اس کا دفاع کرنے والے اور اس پر اپنی جانیں نچھاور کرنے والے یہ علما اور دینی مدارس کے طلبہ ہی ہوں گے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کے اساسی مقصد کو سامنے رکھ کر اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان کیا جائے اور اس کے لیے ابتدا ان قوانین کے نفاذ سے کی جائے جو آئین پاکستان میں درج کیے گئے ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل نے جو سفارشات پارلیمنٹ میں بھیجی ہیں، ان پر قانون سازی کی جائے اور تمام مسالک کے علمائے کرام نے جو متفقہ ۲۲ نکات حکومت کے حوالے کیے ہیں، ان کی روشنی میں پاکستان کے مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا جائے۔ ان شاء اللہ! اس سے نظریۂ پاکستان کا تحفظ بھی ہوگا اور مملکتِ خداداد پاکستان کو اسلامی برادری میں اہم مقام بھی ملے گا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

مفید اور تعمیری اندازِ فکر!

مولانا شمس الحق ندوی

ہماری ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم اپنے سے پہلے دوسرے کا جائزہ لیتے ہیں، اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے صرف نظر کر کے اپنے متعلق تو سو فیصد حسن ظن رکھتے ہیں اور دوسروں کے فکر و جائزہ، تنقید بلکہ تنقیص میں اعتدال کی حدود سے بہت آگے نکل جاتے ہیں، اپنے متعلق سو فیصد حسن ظن، دوسرے سے سو فیصد سوئے ظن، ہمارا یہ اندازِ فکر، ہم کو کسی اجتماعی، تعمیری اور مفید کام میں جڑنے اور اس کا ایک مفید جزو بننے سے روکتا ہے، ہم تھوڑا سا کرتے ہیں تو بہت نظر آتا ہے اور دوسرا بہت کرتا ہے تو وہ تھوڑا نظر آتا ہے، ہم خوش گمان و معترف تو کم، بدگمان و عیب جو زیادہ ہوتے ہیں۔

ہمارا یہ مزاج ہم کو بڑا نقصان پہنچا رہا ہے، اس مزاج کے ساتھ ہم کوئی مفید کام نہیں انجام دے سکتے، قرآن کریم نے سوئے ظن و بدگمانی کی اسی حقیقت سے آگاہ و متنبہ کیا ہے کہ تمہارا یہ مزاج تمہیں گناہ و پاپ میں ڈال دے گا: ''اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ'' (الحجرات:۱۲) تم کسی مفروضہ یا سنی سنائی بات پر کسی کے متعلق بُری رائے قائم نہ کرو اور اس سے پہلے کہ اس میں کیا کیا عیوب و نقائص ہیں، اس کو دیکھو کہ اس میں کیا کیا خوبیاں اور کمالات ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے کتنا کام لے رہا ہے، یہ مفید و تعمیری طرز فکر ہے، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر زور دیتے ہوئے اور اس جذبہ کو سراہتے ہوئے فرمایا: ''حسن الظن من حسن العبادۃ ''... خوش گمانی اچھی عبادت ہے... اور بدگمانی کے متعلق فرمایا: ''ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ''... تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے....

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنی بعض فطری کمزوریوں کی بنا پر جب کسی کو کچھ کرتا دیکھتا ہے تو شعوری یا غیر شعوری طور پر حسد یا نفسانیت کا شکار ہوجاتا ہے، یہ حسد پڑھے لکھے اور خاص طور سے علماء اور اہل مدارس اور دینی خدمت انجام دینے والوں میں بہت دبے پاؤں آتا ہے، یہ کبھی حق گوئی اور اظہار حقیقت کا لباس پہن کر آتا ہے اور اس میں بڑا دھوکا ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ کلمۂ خیر کہہ رہا ہے لیکن دراصل یہ حسد یا نفسانیت کا نتیجہ ہوتا ہے، اس سے صرف سلبی و منفی کام ہوتا ہے، کوئی مفید و تعمیری کام نہیں ہوتا۔

اس مزاج یا افتادِ طبع کی بنا پر ایک پڑھا لکھا آدمی ہر سنی سنائی بات یا مفروضہ کو حقیقت بنا کر پیش کرتا ہے اور اس کی تشہیر میں ایک عامی سے بھی زیادہ سرگرم عمل ہوجاتا ہے، یہ حدیث نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوجاتی ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کرتا پھرے: ''کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ماسمع۔''

قرآن کریم کا کتنا کھلا ہوا ارشاد ہے:

''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِنْ جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوا اَنْ تُصِیْبُوا قَوْماً بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ۔''

(الحجرات:۶)

ترجمہ: ''مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ (مبادا) کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچادو پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔''

اس آیت میں اگرچہ مومنین کو منافقین کی ریشہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا اجلاس

لاہور میں پانچ ختم نبوت انعام گھر کرنے کا اعلان

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رابطہ کمیٹی و عہدیداران کا اجلاس مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا، اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمن ثانی، قاری جمیل الرحمن اختر، قاری نذیر احمد، قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالنعیم و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ اجلاس میں فتنہ قادیانیت کی بڑھتی ہوئی اسلام و ملک دشمن ریشہ دوانیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور دینی مدارس کے طلبا میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے لاہور کے مختلف علاقوں میں پانچ ختم نبوت انعام گھر منعقد کرنے کا اعلان کیا اور عوام الناس سے رابطہ مہم تیز کرنے کا اعلان کیا گیا۔ علماء کرام نے کہا کہ پی ٹی اے کی پابندی کے باوجود ابھی بھی انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا اور قادیانی ویب سائٹس پر گستاخانہ مواد موجود ہے اور قادیانی پوری ڈھٹائی کے ساتھ انٹرنیٹ پر مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پرچار کر کے پی ٹی اے کے حکم کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا ارتکاب کر رہے ہیں اور آئین اور قانون پاکستان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ حکومت قادیانی ویب سائٹس پر فی الفور پابندی عائد کرے۔ قادیانی انٹرنیٹ پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دوانیوں سے ہوشیار کیا گیا ہے، مگر اپنی معنویت کے اعتبار سے قرآن کریم کا کوئی فرمان زمان و مکان یا افراد و اشخاص کے ساتھ مخصوص نہیں، لوگ اس میں بہت مبتلا ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں: "وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا" (الکہف:۱۰۴)

ہم مسلمانوں کو تو اپنے دشمنوں تک کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم ہے، ہم عداوت و دشمنی کی بنا پر ناانصافی ان کے ساتھ بھی نہیں کر سکتے مگر نفس کا چور ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دیتا ہے اور وہ سب کچھ کروا دیتا ہے جو دشمن کے ساتھ بھی روا نہیں، قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ" (المائدہ:۸)

ترجمہ: "(اور لوگوں کی دشمنی) اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے، اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔"

ہمارا یہ مزاج ہم کو بہت نقصان پہنچا رہا ہے، ہمیں اپنے نفس کے شر اور دھوکے سے کسی آن غافل نہ ہونا چاہئے، نفس کا شر بہت چھپ کر اپنا کام کرتا ہے، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفس کے شر سے برابر پناہ مانگتے تھے: "اللھم انی اعوذبک من شر نفسی، ونعوذبک من شرور انفسنا" اس لئے کہ نفس کا شر، شر کو خیر بنا کر اپنا کام کرتا رہتا ہے، اسی کی تعبیر علامہ اقبالؒ نے ان الفاظ میں کی ہے:

"ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں"

اپنی اس کمزوری کے سبب بسا اوقات ہم بنی بنائی عمارت کو ڈھا دیتے ہیں، اپنے گرد و پیش سے بے خبر ہو کر اپنے ہی ہاتھوں سے بنائی سنواری اور پروان چڑھائی ہوئی چیزوں کو خاک میں ملا دیتے ہیں اور عرب کی اس بوڑھی عورت کا کردار ادا کرتے ہیں جو محنت مشقت سے سوت کاتتی، پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی، اللہ تعالیٰ نے انسان کے اس تخریبی مزاج ہی کے سبب اس بڑھیا کے واقعہ کو قرآن کریم میں بیان کر دیا کہ دیکھو تم نہ ایسا کرنا: "وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا" (النحل:۹۲) ہمیں قوم و ملت کے جسم کا ایک مفید و کارآمد جزو بننے کی کوشش کرنی چاہئے نہ یہ کہ اس کے جڑے اور کام میں لگے ہوئے اجزا کو الگ اور منتشر کریں۔

اور یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم اپنے کو ذاتی اغراض اور نفس پرستی کی سطح سے اونچا کر لیں، ہمارے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اسوہ ہونا چاہئے کہ آپ نے مدِ مقابل کافر کو پچھاڑ دیا اور اس کا کام تمام کرنے ہی والے تھے کہ اس نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا، ایسے میں غصہ کا بڑھ جانا اور آگ بگولہ ہو جانا فطری بات تھی، آپؓ غصہ کو پی گئے اور اس کافر کو چھوڑ دیا کہ اگر اب اس کو قتل کر دوں گا تو اللہ کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کے تقاضا اور غصہ کی وجہ سے، اس سے معلوم ہوا کہ ہماری محبت اور ہماری نفرت صرف اور صرف اللہ کی رضا ہی کے لئے ہو۔

اس کے برعکس ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کسی سے ہم کو ذرا سی بات پر تکلیف پہنچ گئی تو ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، اس منظر کو نگاہوں میں لائیے کہ خدا کے باغی اور دشمن دین کے سینے پر سوار ہوتے ہوئے بھی محض اس لئے کہ اس نے ہمارے منہ پر تھوک دیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اب اس کا قتل کرنا اپنے نفس کی خاطر ہو، اس کو چھوڑ دیا اور ہمارا حال یہ ہے کہ اگر ہماری رائے اور فکر سے الگ انداز سے کوئی کام ہو رہا ہے تو اس کی تائید و ہمت افزائی تو دور کی بات، اس کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔

اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عالمی پیمانے پر سازشوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ اس چیلنج کا تو کیا مقابلہ کرتے، ان حالات سے آنکھیں بند کر کے اپنے ہاتھوں اپنے قلعوں کو مسمار کر رہے ہیں، ہمارا حال اس بدنصیب قوم کا ہے جو دشمن کے محاصرہ میں ہے، دشمن کے گولے شہر پناہ کو توڑ رہے ہیں اور شہر کے محافظ لڑ رہے ہیں کہ میسرہ میں کون ہو، میمنہ میں کون، جنرل کون ہو، چیف جنرل کون ہو؟

کس رہے ہیں اپنی منقاروں سے حلقہ جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

☆☆..........☆☆

دعائے مغفرت

فیصل آباد... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد مرحوم کے چھوٹے بھائی محمد سرور صاحب رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ ۱۸ اپریل بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء الٰہی مسجد چوک ڈی ٹائپ کالونی میں ادا کی گئی اور تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی اور جناب عابد پوری نے گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ قارئین ہفت روزہ سے مرحوم کے لئے ایصال ثواب کی اپیل کی جاتی ہے۔

سلام کے فضائل وآداب!

حافظ محمد زاہد

دنیا کی تمام تہذیبوں اور قوموں میں ایسے دعائیہ کلمات رائج ہیں جو معاشرے کے افراد باہمی ملاقات کے وقت پیار ومحبت اور خیر اندیشی کے اظہار کے لئے استعمال کرتے ہیں، مثلاً مغربی ممالک میں ''گڈ مارننگ'' اور ''گڈ ایوننگ'' جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ہندوؤں میں ''نمستے'' جبکہ سکھوں میں ''ست سری اکال'' کے الفاظ میں استعمال ہوتے ہیں، ایسے دعائیہ کلمات دور جاہلیت کے عرب کے معاشرے میں بھی رائج تھے، جن کا تذکرہ ہمیں سنن ابی داؤد کی ایک روایت میں ملتا ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم دور جاہلیت میں ملاقات کے وقت کہتے تھے: ''انعم اللہ بک عینا''... اللہ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کردے... اور ''انعم صباحا''... تمہاری صبح خوشگوار ہو... اور پھر جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ (سنن ابی داؤد)

اسلام نے بھی ملاقات کے وقت دعائیہ کلمات کہنے کا یہ سلسلہ جاری رکھا، بس یہ فرق کیا کہ دور جاہلیت کے کلمات کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سے بدل دیا گیا، یہ بہترین اور نہایت جامع دعائیہ کلمات ہیں، جن کے معنی ہیں: آپ کو دنیا و آخرت کی سلامتی نصیب ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں، ان دعائیہ کلمات میں اپنے سے چھوٹوں کے لئے شفقت بھی ہے اور بڑوں کے لئے اکرام و تعظیم بھی۔

شرعی نقطۂ نظر سے سلام کہنا سنت ہے جبکہ اس کا جواب دینا واجب ہے۔ سورۂ نساء میں ہمیں سلام کے بارے میں یہ ہدایت ملتی ہے کہ سلام کے جواب میں کچھ اضافہ کریں یا کم از کم انہی الفاظ سے سلام کا جواب دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا.'' (النساء:۸۶)

ترجمہ: ''اور جب تمہیں سلامتی کی کوئی دعا دی جائے تو تم بھی سلامتی کی اس سے بہتر دعا دو یا اسی کو لوٹا دو، یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب رکھنے والا ہے۔''

مولانا شبیر احمد عثمانی سلام کی اہمیت اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''کسی مسلمان کو سلام کرنا یا دعا دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ سے اس کی شفاعت کرنا ہے۔'' (تفسیر عثمانی)

سلام کی اہمیت اور فضائل:

سلام کی اہمیت اور فضائل کے بارے میں احادیث کا ایک ذخیرہ موجود ہے، جس میں سے چند ایک یہاں بیان کی جارہی ہیں:

سلام، قرب الٰہی اور جنت کا ذریعہ:

سلام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام میں پہل کرنے کو اللہ تعالیٰ کی قربت اور جنت کا ذریعہ قرار دیا، جبکہ ہم ہیں کہ اپنے قیمتی عمل میں بلاوجہ سستی کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان اولی الناس باللہ من بداھم بالسلام۔'' (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ''لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے قریب (اور اس کی رحمت کا زیادہ مستحق) وہ ہوگا، جو سلام کرنے میں پہل کرے۔''

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کو جنت کا ذریعہ قرار دیا، جن میں سے ایک سلام کرنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اعبدوا الرحمن و اطعموا الطعام و افشوا السلام تدخلوا الجنۃ بسلام۔'' (سنن الترمذی)

ترجمہ: ''رحمن کی عبادت کرو (بندگانِ خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کو پھیلاؤ، جنت میں پہنچ جاؤ گے سلامتی کے ساتھ۔''

سلام نیکی کمانے کا آسان ترین ذریعہ:

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا طریقہ بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ اس پر کتنی نیکیاں ملتی ہیں۔ عمران حصینؓ سے روایت ہے:

''جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیکم فرد علیہ السلام ثم جلس فقال النبی صلی

اللّٰہ علیہ وسلم (عشر) ثم جاء رجل آخر فقال السلام علیکم ورحمة اللّٰہ فرد علیہ فجلس فقال (عشرون) ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ فرد علیہ فجلس فقال (ثلاثون)۔" (سنن ابی داؤد)

ترجمہ:"ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم! آپ نے اس کو جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: اس کے لئے دس نیکیاں ہیں، پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمة اللہ! آپ نے اس کو جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: اس کے لئے بیس (نیکیاں) ہیں، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ، آپ نے اس کو جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے تیس نیکیاں ہیں۔"

سلام نیکی کمانے کا ایسا آسان ذریعہ ہے جس کے لئے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی، بس زبان سے دو بول بولنے پڑتے ہیں، آج ہمیں ان نیکیوں کی قدر نہیں ہے، ان نیکیوں کی قدر ہمیں قیامت کے روز ہوگی جب ایک نیکی کی کمی یا زیادتی سے انسان کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ ہوگا۔

سلام باہمی محبت کا باعث:

ملاقات کے وقت سلام کرنے سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرے میں اخوت کو فروغ ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تدخلوا الجنة حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابو ا اولادلکم علی شئی اذا فعلتموہ تحابتم افشو السلام بنکم۔" (صحیح مسلم)

ترجمہ:"تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ تم کامل مومن بن جاؤ اور تم کامل مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو، وہ کام یہ ہے کہ آپس میں سلام کو عام کرو۔"

سلام ایک پسندیدہ عمل:

سلام کرنے سے معاشرے میں باہمی محبت و الفت اور خیر اندیشی کو فروغ ملتا ہے، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کا پسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام (یعنی اسلام کا کون سا عمل) پسندیدہ ہے؟ آپ نے فرمایا:

"تطعم الطعام وتقرأ الاسلام علی من عرفت ومن لم تعرف۔" (صحیح بخاری)

ترجمہ:"(ایک) یہ کہ تم (بندگان خدا کو) کھانا کھلاؤ اور (دوسرے) یہ کہ جس کے ساتھ جان پہچان ہو اس کو بھی اور جس کے ساتھ جان پہچان نہ ہو اس کو بھی سلام کرو۔"

سلام مسلمان کا حق:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کئی حقوق ہیں، جن کا ادا کرنا ضروری ہے، ان حقوق میں سے ایک حق سلام کرنا بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حق المسلم علی المسلم ست قیل ماهن یارسول اللّٰہ! قال: واذا لقیتہ فسلم علیہ وانا دعاک فاجبہ واذا استنصحک فانصح لہ واذا عطس فحمدللّٰہ فشمتہ واذا مرض فعدہ واذا مات فاتبعہ۔" (صحیح مسلم)

ترجمہ:"مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو اس سے ملے تو اسے سلام کرے، (۲) جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے، (۳) جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرے، (۴) جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمدللہ! کہے تو اس کا جواب (یرحمک اللہ کے ساتھ) دے، جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔"

سلام تکبر کا علاج:

کبریائی اللہ تعالیٰ کی چادر ہے اور اللہ کو یہ گوارا نہیں کہ کوئی اس چادر پر اپنا حق جتائے اور خود غرور و تکبر میں مبتلا ہو جائے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام میں پہل کرنے والے کو تکبر سے بری قرار دیا ہے، فرمایا:

"البادی بالسلام من الکبر۔" (بیہقی)

ترجمہ:"سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے۔"

سلام سے اہل جنت کا استقبال:

سلام کی اہمیت اور فضیلت کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فرشتے اور اللہ جل شانہ کی ذات مبارکہ خود اہل جنت کا سلام کے ساتھ استقبال کریں گے:

"تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ" (الاحزاب:۴۴)

ترجمہ:"دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے، سلام ہے۔"

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور فرشتے سلام کرتے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور مومنین کی آپس میں بھی یہی دعا ہوگی جیسا کہ دنیا میں ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بھی مومنین ایک دوسرے کو ملاقات کے وقت سلام کریں گے جیسا کہ دنیا میں وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے، اس کا ذکر سورۂ یونس میں واضح الفاظ میں ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"دَعْوٰاهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ" (یونس:۱۰)

ترجمہ: "ان کی پکار ہوگی اس میں اے اللہ تو پاک ہے اور ان کی دعا ہوگی اس میں سلام (یعنی سلامتی ہو)۔"

سلام کے آداب وضوابط:

سلام اور جواب سلام کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آداب اور ضوابط بھی تعلیم فرمائے ہیں، جن کو مختصراً بیان کیا جارہا ہے:

چھوٹے بڑوں کو اور گزرنے والے بیٹھوں کو سلام کریں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی کہ چھوٹا بڑے کو گزرنے والا بیٹھے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ کو سلام کریں، فرمایا:

"یسلم الصغیر علی الکبیر والمار علی القاعد والقلیل علی الکبیر۔" (صحیح بخاری)

"چھوٹا بڑے کو، (راستے) گزرنے والا بیٹھے ہوؤں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ لوگوں کو سلام کیا کریں۔"

ادب کا تقاضا تو یہی ہے کہ چھوٹے بڑوں کو سلام کریں، لیکن کبھی بڑوں کو بھی شفقت کرتے ہوئے سلام میں پہل کرنی چاہئے، اس سے نہ تو ان کی کوئی توہین ہوتی ہے اور نہ یہ شریعت کے خلاف ہے، اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علیٰ غلمان فسلم علیہم۔" (صحیح مسلم)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام کیا۔"

اسی طرح کبھی بیٹھے ہوئے کو بھی چاہئے کہ وہ آنے والے کا استقبال اور اس کی عزت افزائی کرنے کے لئے خود سلام کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ۔" (الانعام:۵۴)

ترجمہ: "اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں (تو ان سے) السلام علیکم (یعنی تم پر سلامتی ہو) کہا کرو۔"

جماعت میں سے ایک شخص کا سلام و جواب کافی:

سلام کے بارے میں یہ بھی ہدایت ملتی ہے کہ جماعت سے ایک شخص کا سلام اور جواب سلام سب کی طرف سے کفایت کر جائے گا۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے فرمایا:

"یجزی عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدهم ویجزی عن الجلوس ان یرد احدهم۔" (بیہقی)

ترجمہ: "گزرنے والی جماعت میں سے اگر ایک آدمی سلام کرلے تو پوری جماعت کی طرف سے کافی ہوجائے گا اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اگر ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔"

گھر والوں کو سلام کرنا:

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب باہر کسی سے ملتے ہیں تو اسے فوراً سلام کرتے ہیں، لیکن جب گھر جاتے ہیں تو گھر والوں کو سلام نہیں کرتے، حالانکہ سلام کا مطلب اللہ تعالیٰ سے کسی کے حق میں سلامتی کی دعا کرنا ہے جبکہ گھر والوں کے لئے سلامتی کی دعا کرنا تو اولیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً" (النور:۶۱)

ترجمہ: "پس جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلام کرو اپنے (گھر والوں) پر، یہ برکت والی پاکیزہ دعا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔"

یہاں ترغیب کے لئے گھر والوں کو سلام کرنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ دعا کہا گیا ہے، اسی طرح حدیث میں بھی گھر والوں کو سلام کرنے کا حکم موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرمایا:

"یا بنی اذا دخلت علی اهلک فسلم یکن برکة علیک وعلیٰ اهل بیتک۔" (سنن ترمذی)

ترجمہ: "اے میرے بیٹے! جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کر، یہ (سلام کرنا) تیرے لئے اور تیرے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے۔"

جاتے وقت سلام، وداع کہنا:

ہمارے معاشرے میں لوگ عموماً آتے وقت تو سلام کرتے ہیں، لیکن جاتے وقت سلام وداع بہت کم لوگ کرتے ہیں، حالانکہ جس طرح پہلا سلام ضروری

ہے، اسی طرح جاتے وقت سلام کرنا بھی ضروری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا انتھی احدکم الی مجلس فلیسلم فان بداله ان یجلس ثم اذا قام فلیسلم فلیست الاولیٰ باحق من الآخرة" (سنن ترمذی)

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی مجلس میں آئے تو چاہئے کہ وہ (اہلِ مجلس کو) سلام کرے، پھر اگر بیٹھنا چاہئے تو بیٹھ جائے پھر جب جانے لگے تو پھر سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے اعلیٰ نہیں ہے (یعنی دونوں سلام ایک ہی جیسے ضروری ہیں)۔"

غیر مسلم کو سلام میں پہل کرنے کی ممانعت:

غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے، اس لئے کہ سلام میں پہل کرنے سے ان کے احترام اور اکرام کا شائبہ ہوتا ہے، جبکہ وہ کسی اکرام و تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاتبدء والیهود ولانصاریٰ بالسلام فاذا لقیتم احدهم فی طریق فاطروه الیٰ اضیقه۔" (صحیح مسلم)

ترجمہ: "یہود و نصاریٰ کو سلام میں پہل نہ کیا کرو اور جب تم ان سے راہ میں ملو تو ان کو ایک طرف سمٹنے پر مجبور کردو۔"

غیر مسلموں کو جواب دینے کا طریقہ:

ایک طرف غیر مسلم کو سلام میں پہل کرنے کی ممانعت ہے، تو دوسری طرف یہ ہدایت ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم سلام میں پہل کرے تو اس کا جواب "وعلیکم" کے ساتھ دینا چاہئے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اہل کتاب ہمیں سلام کرتے ہیں تو ہم کیسے جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: کہو: "وعلیکم" یعنی اگر واقعتاً تم نے سلامتی کی دعا کی ہے تو تم پر بھی سلامتی ہو اور اگر موت کی بددعا کی ہے تو وہ تم پر ہی ہو۔"

جاہل کو سلام کے ساتھ اپنے سے دور کرنا:

یہاں جاہل سے مراد اَن پڑھ یا بے علم نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو جہالت پر اتر آئے اور بدتمیزی کا برتاؤ کرنے لگے، ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہونے کے لئے بھی اسلام نے سلامتی کا راستہ اپنانے کی ہدایت کی ہے کہ ایسا رویہ اختیار کرنے والوں سے سلام کر کے الگ ہو جاؤ اور ان کے منہ نہ لگو، فرمایا:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔" (الفرقان:۶۳)

ترجمہ: "رحمٰن کے (اصل) بندے تو وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔"

سلام نہ کرنے کے مواقع:

بعض مواقع ایسے ہیں جن میں سلام کرنا ممنوع ہے اور اگر کوئی آدمی ناواقفی سے سلام کردے تو اس کا جواب نہیں دینا چاہئے۔

قضائے حاجت میں مشغول کو سلام نہیں کرنا چاہئے اور نہ اسے جواب دینا چاہئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

"ان رجلاً سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یبول فلم یرد علیه۔"

ترجمہ: "ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں سلام کیا جب آپ پیشاب کے لئے بیٹھے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔"

ایسے مواقع پر بھی سلام کرنا ممنوع ہے جس میں لوگوں کے آرام میں خلل واقع ہو، مثلاً کسی سوئے ہوئے کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت مقداد بن الاسودؓ فرماتے ہیں:

"فیجئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیسلم تسلیماً لا یوقظ النائم ویسمع الیقظان۔"

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اصحاب صفہ کے پاس تشریف لاتے تو آپ اس طرح (آہستہ اور احتیاط سے) سلام

سیّد شاہد حسن کا سانحہ ارتحال

اسلامی کتب و رسائل کی اشاعت کے قدیم و معروف ادارہ القادر پرنٹنگ پریس کراچی کے بانی اور ہمارے کرم فرما سیّد شاہد حسن ۲۲/اپریل ۲۰۱۴ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ سیّد صاحب پرنٹنگ کے میدان کے شاہ سوار اور خاص ذوق و سلیقہ کے حامل تھے۔ اپنے آپ کو صرف اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے وقف کئے ہوئے تھے۔ فحش لٹریچر یا باتصویر کتب کی طباعت سے معذرت کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت آپ کو خوب ترقی و مقبولیت عطا فرمائی۔ ہفت روزہ ختم نبوت اور ہمارے دیگر لٹریچر کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لیتے اور ترجیحی بنیادوں پر ہفت روزہ کی ترسیل میں معاونت فرماتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں کے علاوہ مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن و دیگر علمائے ختم نبوت اور کارکنان ختم نبوت نے آپ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیّد صاحب کے ساتھ اپنی رضا و رضوان کا معاملہ فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان و دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

کرتے کہ سونے والے نہ جاگتے اور جاگنے والے سن لیتے۔"

اس کے علاوہ بھی اور کئی مواقع ہیں جن کا تذکرہ مختلف کتابوں میں ملتا ہے، مثلاً محمد یوسف اصلاحی نے اپنی کتاب "آدابِ زندگی" میں ان مواقع کا ذکر کیا ہے، جن میں سلام کرنا ممنوع ہے:

☆... جب لوگ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہوں۔

☆... جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

☆... جب کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

☆... جب کسی مجلس میں کوئی دینی گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو دین کی بات سمجھا رہا ہو۔

☆... جب استاذ پڑھانے میں مصروف ہو۔

☆... جب کوئی فسق و فجور اور خلاف شرع لہو لعب اور عیش و طرب میں مبتلا ہو کر دین کی توہین کر رہا ہو۔

☆... جب کوئی گالی گلوچ، بے ہودہ و بکواس، جھوٹی سچی غیر سنجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بدنام کر رہا ہو۔

☆... جب کوئی خلاف دین و شریعت افکار و نظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور بدعت و بے دینی اختیار کرنے پر ابھار رہا ہو۔

☆... جب کوئی دینی عقائد و شعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو اور شریعت کے اصول و احکام کا مذاق اڑا کر اپنی خباثت اور منافقت کا اظہار کر رہا ہو۔

خلاصۂ کلام:

آخر میں سلام کے بارے میں خرابیوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں عام ہو چکی ہیں، مثلاً آج کل یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ "السلام علیکم" کا جواب "السلام علیکم" کے ساتھ دیتے ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ دونوں نے سلام کیا ہے اور جواب کسی نے نہیں دیا، ان دونوں میں سے جس نے پہلے سلام کیا ہے تو دوسرے کو چاہئے کہ اس کو جواب دے اسی طرح ہمارے معاشرے میں یہ بھی عام ہے بڑی حیثیت والے اپنے سے کم تر لوگوں کو سلام کرنے کو اپنی عزت کے خلاف سمجھتے ہیں، حالانکہ سلام میں پہل کرنے سے عزت کم نہیں بلکہ زیادہ ہوتی ہے، تیسری خرابی یہ ہے کہ لوگ سلام کرنے کے بجائے صرف ہاتھ یا سر کا اشارہ کر دیتے ہیں اور جواب میں بھی لوگ منہ سے کچھ نہیں بولتے، بس اشارہ کر دیتے ہیں، یہ بھی صحیح نہیں ہے، البتہ اگر کوئی منہ سے سلام بھی کہے اور ہاتھ یا سر سے اشارہ بھی کرے تو یہ جائز ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی سلام میں پہل کرنے، سلام کا جواب دینے اور سلام کے باقی ماندہ احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆☆

حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ العالی

حضرت شاہ صاحب نے دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا اور ابتدائی وسطانی کتب دارالعلوم کبیر والا اور دیگر مدارس میں پڑھیں۔ جامعہ خیر المدارس سے فراغت کے بعد استاذ المحدثین حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کے حکم پر جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں تدریس میں مصروف ہو گئے۔ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء بندہ نے دورۂ حدیث شریف جامعہ باب العلوم سے کیا اور حضرت شاہ صاحب سے ابوداؤد شریف پڑھی۔ یہ حضرت کے تدریس کے ابتدائی سال تھے۔ حضرت والا نے اصلاحی تعلق قدوۃ السالکین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے قائم کیا۔ حضرت کی خدمت میں ہر جمعرات شام کو تشریف لے جاتے اور جمعہ شام کو واپسی ہوتی۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت کے جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ حضرت نے چار حضرات کو اکٹھے خلافت عطا فرمائی، ان میں ہمارے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم بھی تھے۔ یہ اجازت سلسلۂ قادریہ راشدیہ میں تھی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی وفات کے بعد برکت العصر حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ شیخ الحدیث کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب جامعہ خیر المدارس کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور سلسلہ چشتیہ، صابریہ میں اجازت سے سرفراز فرمائے گئے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے بعد حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینی مدظلہ نے بھی خلافت عطا فرمائی، ان سے قبل سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان سے سلسلۂ نقشبندیہ میں مجاز ہوئے۔ بعد ازاں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور حضرت کی خدمت میں ہفتہ، ہفتہ رہتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے۔ مذکورہ بالا شخصیات سے خلافت کے بعد جامعہ عبیدیہ فیصل آباد خانقاہ قائم کی۔ ہزاروں حضرات نے آپ سے اللہ، اللہ سیکھا اور درجنوں خلافت سے نوازے گئے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ایک عظیم مصلح امت

مفتی محمد اصغر، جامعہ امدادیہ فیصل آباد

۱۸ر مئی ۲۰۱۴ء کو مرشد العلماء، قائد قافلہ حق، جامع شریعت و طریقت، شہید، اسلام، حکیم العصر، حضرت اقدس حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ کے سانحہ شہادت کو پورے ۱۴ سال ہو گئے، مگر سچ یہ ہے کہ اتنا طویل عرصہ گزرنے کے بعد بھی ان کی جدائی کا زخم ابھی تک ہرا اور غم فراق تا حال تازہ ہے یقین نہیں آتا کہ حضرت اقدس ہم سے جدا ہو گئے ہیں؟

ان کی جدائی کا زخم نہ معلوم کب تک ہرا رہے گا اور کب تک زخمی دل اس سانحہ کو روتا رہے گا اور کب تک ان کی دل آویز شخصیت کی جدائی پر آنسو کا خراج پیش کیا جاتا رہے گا، لگتا ہے کہ شاید قبر تک یہ زخم تازہ ہی رہے گا کیونکہ زندگی کے سفر میں کچھ حسین اور دلکش چہرے دیکھنے کو ملتے ہیں کچھ لمحہ ان کا اثر دل کی گہرائیوں اور آنکھوں کی رعنائیوں میں زندہ رہتا ہے مگر پھر قصہ پارینہ بن کر ختم ہو جاتا ہے اور کبھی یاد آنے پر صرف ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بن کر گزر جاتا ہے مگر کچھ حسین چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پیچھے ایک حسین کردار ہوتا ہے اس حسین کردار کی وجہ سے وہ چہرے کبھی فراموش نہیں کیے جا سکتے۔ اگر بھولنا چاہو بھی! تو تاریخ بھولنے نہیں دیتی، اصل چہرہ نہیں، کردار ہوتا ہے۔

تاریخ کے آئینے میں جھانک کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت بلالؓ کا چہرہ تو سیاہ تھا، مگر کردار اتنا حسین اور خوبصورت کہ تاریخ اس کے کردار سے چمکتی اور جگمگاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ کردار کی وجہ سے عظمت، رفعت اور بلندی ایسی ملی کہ چلتے زمین پر تھے، جوتوں کی آواز جنت میں سنائی دیتی تھی اور تھے تو غلام، مگر مقام سرداروں سے بھی بلند تھا۔ دنیا داروں کی نظروں میں حقیر سہی مگر خدا اور رسول کی نظروں میں سب سے زیادہ محبوب۔

یہ بلند رتبہ کیوں ملا؟ صرف کردار کی بنیاد پر، کہ اس نے اپنے آپ کو خدا اور رسول کے ہاتھوں میں دے دیا تھا اور اس نے اپنی ہر خواہش کو خدا اور رسول کی خواہش پر قربان کر دیا تھا، اسی لئے دنیا ان کے کردار پر آج تک رشک کرتی نظر آتی ہے۔

"یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا"

انہی حسین، خوبصورت اور روشن چہروں میں سے ایک باوقار اور سنت رسول سے سجا ہوا چہرا، مجاہد ملت، وکیل ختم نبوت، سرمایہ اہلسنت، پیکر اخلاق، مجسمہ علم و حیا، شہید ناموس رسالت، حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ کا ہے۔

تاریخ ایسے چہروں کو لانے میں بخل سے کام لیتی ہے، کبھی کبھی ایسے چہرے دنیا کو دیکھنے نصیب ہوتے ہیں، ایسی شخصیات مدتوں بعد پیدا ہوتی ہیں، ایسی شخصیات کا وجود مسعود ہمیشہ کم ہی رہا ہے انہی جیسے حضرات کی جدائی پر علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اسلامی مہینے صفر کی ۱۳ر اور مئی ۲۰۰۰ء کی ۱۸ر تاریخ تھی، جمعرات کا دن تھا، وقت تقریباً صبح دس بجے کا تھا، جب کسی بدبخت ازلی دشمن نے حضرت کے سینے میں گولی پیوست کی اور یوں حضرت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا کر لیا، حضرت کی شہادت کی خبر تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہمیں موصول ہوئی، جب یہ خبر کانوں میں پڑی بس پھر کیا تھا۔ حواس گم، عقل ختم، زبان گنگ اور شعور معطل ہو گیا۔ آنکھوں سے آنسو اور زبان سے آہیں جاری ہو گئیں۔ ہر شخص اپنی جگہ مجسمہ حیرت اور سراپا غم والم بنا ہوا تھا۔ واقعی! خدا کی طرف سے اگر صبر نہ ملتا، تو نہ معلوم کتنے دھڑکتے دل بند ہو جاتے، کتنے ہی مسکراتے چہرے ماند پڑ جاتے، کتنے گھرانے اجڑ جاتے، کتنے ہی بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو جاتیں، ایک ایسی خبر جس پر روتے روتے آنکھیں بھی سوجھ جائیں، بے نور ہو جائیں تب بھی حق ادا نہ ہو، سات سمندر آنسو بن کر بہہ جائیں تب بھی سکون و قرار نہ آئے، لوگوں کے جذبات کو دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا تھا کہ شاید ابھی پورے کراچی کو آگ لگ جائے گی، معلوم نہیں اور کتنے جنازے اٹھانے پڑیں گے۔ لیکن! اللہ کی طرف سے صبر ملا اور یوں بڑی آزمائش سے خلق خدا محفوظ رہی، اس لئے کہ مسلمانوں کی تاریخ ہی یہی ہے کہ وہ شہادت پر ماتم نہیں کیا کرتے، بلکہ فخر اور خوشی محسوس کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، کیونکہ جانا تو سب کو ہی ہے، لیکن یہ مرتبہ کسی کسی کو ملتا ہے۔ راہ علم کا یہ مسافر جس کا نام سن کر آج دل میں محبت کی دنیا آباد ہو جاتی ہے، جس کی پوری زندگی اسلام کی خدمت، دین کی حفاظت اور باطل فتنوں کے تعاقب اور ان کی سرکوبی میں گزری، نہ جانے کتنی تکالیف اس مرد مجاہد نے سہیں، کسمپرسی اور بے بسی کے کن حالات سے گزر کر زمانہ سے اپنا لوہا منوایا اور جہاد زندگانی کے کس قدر مشکل ترین مراحل طے کیے۔

آج امت مسلمہ اپنے ایک عظیم رہبر و رہنما

سے محروم ہوگئی، ارباب علم ودانش! علم کی روشن شمع سے جدا کردیے گئے، سالکین راہ ہدایت! اپنے نہایت مشفق ومربی شیخ کے انفاس قدسیہ اور فیضان نظر سے محروم ہوگئے، کارکنان ختم نبوت! اپنے عظیم قائد کی جدائی سے یتیم ہوگئے، دینی تحریکیں، اپنی سرپرستی کرنے، حوصلہ افزائی کرنے اور اپنی مستجاب دعاؤں سے نوازنے والی نابغہ روزگار شخصیت سے محروم ہوگئیں۔ قدرت نے آپ کو کن کمالات وخصوصیات سے نوازا تھا، اس کی ایک جھلک مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے قلم سے ملاحظہ ہو:

"آپؒ بیک وقت بہترین حافظ وقاری، لائق وفائق، عظیم محقق ومصنف، بلند پایہ محدث، اعلیٰ درجے کے انشاء پرداز، طرح دار ادیب، بے مثال اور کامیاب مدرس اور مسند اصلاح وارشاد کے قطب الاقطاب تھے۔ آپؒ تقریر وتحریر اور تصنیف وتالیف کے امام تھے، دور حاضر کے ملاحدہ اور زنادقہ کے خلاف قلم اٹھاتے تو معلوم ہوتا کہ آپ میں ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی روح عود کر آئی ہے، اصلاح وارشاد کی مسند پر جلوہ افروز ہوتے تو لگتا کہ غزالیؒ ورازیؒ پھر سے زندہ ہوگئے ہیں، فقہ وفتویٰ کے میدان میں لب کشا ہوتے تو ابوحنیفہؒ کی فقاہت کے شارح نظر آتے، تقویٰ و طہارت، زہد واستغنا، قناعت وتوکل، ایثار وقربانی اور عفو ودرگزر ملکوتی صفات کے اعتبار سے آپ اس دور کے نہیں، خیر القرون کے آدمی معلوم ہوتے۔ غرض ہمارے پاس نہ تو مناسب الفاظ و تعبیرات ہیں کہ ہم حضرت کی خوبیوں کو بیان کرسکیں اور نہ ہی قلم وقرطاس میں یارا ہے کہ آپ کے محاسن وکمالات کو بیان کیا جاسکے، آپ کے اخلاص، للّٰہیت، بےلوثی، بےغرضی، بےنفسی اور فروتنی اور خمول وگوشہ نشینی نے آپ کو عنداللہ محبوب ومقبول اور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بنادیا تھا، سچ پوچھیے تو حضرت کی ایک ایک ادا اپنے اندر "بسیار شیوہ ہائے بتاں" رکھتی تھی۔"

حضرت اقدس کا بابرکت سایہ اہل حق کی تمام جماعتوں کے سرپر تھا، ہر دینی جماعت کا لیڈر اور کارکن حضرت اقدس کو اپنا محسن اور مربی سمجھتا تھا، کیونکہ حضرت اقدس کی ذات سب کے لیے یکساں محبوب ومقبول تھی۔

جمعیت علماء اسلام کے سربراہ قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے بھی حضرت کے مراسم بہت اچھے اور خوشگوار تھے، حضرت کا ان سے تعلق ہمیشہ مشفقانہ ومربیانہ رہا، سیاسی میدان میں دینی کاز کے لیے ہر موقع پر ان کا ساتھ دیا اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازا اور آخر میں مشائخ کے چاروں سلسلوں میں خلافت سے بھی انہیں سرفراز فرمایا، حضرت اقدس تبلیغی جماعت کے بھی بڑے قدردان تھے، فرد اور معاشرے کی اصلاح میں جماعت کے اہم کردار کو خوب سراہتے تھے، جماعت کی ترتیب کے مطابق خود بھی وقت دیتے تھے اور اپنے احباب ومتعلقین کو بھی ہمیشہ جماعت کے ساتھ چلنے اور وابستہ رہنے کی تلقین فرماتے رہتے تھے، جب اہلسنت کے عظیم راہنما حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ ظالم حکمرانوں کے زیر عتاب تھے اور اسیری کے مشکل ترین ایام گزار رہے تھے، تو تب حضرت اقدس ہی تھے جو مولانا کی حوصلہ افزائی کررہے تھے اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ مشائخ کے چاروں سلسلوں میں خلافت عطا فرماکر ان کے چاہنے والوں اور کارکنوں کے مرجھائے اور غمگین چہروں کو خوشی فراہم کررہے تھے، غرضیکہ حضرت اقدسؒ دین کے تمام شعبوں سے وابستہ حضرات کے لیے شجر سایہ دار تھے۔

حضرت اقدس اخلاق کے پیکر اور مجسمہ حلم وحیا تھے، ایک مرتبہ بندہ حضرت اقدس کے پاس اپنے ذاتی کام کے سلسلہ میں حاضر خدمت ہوا، بندہ حضرت اقدس کے ایک قدیم، دیرینہ رفیق حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحبؒ شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کا سفارشی خط جو حضرت کے نام تھا لے کر گیا، حضرت اس وقت اپنی مسجد میں تلاوت کلام پاک میں مشغول تھے، بندہ اس دوران پہلی صف میں بیٹھ کر حضرت اقدس کے چہرے کی زیارت کرتا رہا، بعدازاں حضرت نے ملاقات کا شرف بخشا، بندہ نے خط کھول کر آگے کیا، حضرت نے فرمایا، پڑھ کر سناؤ۔ سننے کے بعد نہایت شفقت ومحبت سے عرض کیا: "آپ کا کام انشاء اللہ ہوجائے گا۔" بندہ آج تک اس کی حلاوت کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۴۱۹ھ کے سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر میں باقاعدہ حضرت اقدسؒ سے شرف تلمذ بھی حاصل ہوا اور ادارہ کی طرف سے ملنے والی سند پر دیگر حضرات کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس کے دستخط بھی موجود ہیں، جو بندہ کے لیے کسی نعمت عظمیٰ سے کم نہیں، اسی طرح سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں سوال وجواب کی نشست میں بحیثیت طالب علم کے حضرت اقدس سے متعدد بار مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ کا شکر گزار ہوں۔

حضرت اقدس نڈر، بےباک، حق گو اور جرأت وبہادری کے وصف سے خوب بہرور تھے۔ ایک مرتبہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے عاقبت نااندیشی میں علماء اہلسنت کو مباہلہ کا چیلنج دے دیا، ادھر علماء کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت اقدس نے اس چیلنج کا جواب دیا اور خوب دیا، اس چیلنج کا ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

"اگر آپ اس فقیر کو مباہلہ کی دعوت دینے میں سنجیدہ ہیں، تو بسم اللہ! آیئے، مرد میدان بن کر

میدان مباہلہ میں قدم رکھئے، تاریخ، وقت اور جگہ کا اعلان کر دیجئے کہ فلاں وقت فلاں جگہ مباہلہ ہوگا، پھر اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کو ساتھ لے کر مقررہ وقت پر میدان مباہلہ آ جائے، یہ فقیر بھی انشاء اللہ اپنے بیوی بچوں اور متعلقین کو ساتھ لے کر وقت مقررہ پر پہنچ جائے گا اور بندہ کے خیال میں مباہلہ کے لیے درج ذیل تاریخ، وقت اور جگہ سب سے زیادہ موزوں ہوگی۔ تاریخ: ۲۳/ مارچ (یوم پاکستان) دن: جمعرات وقت: دو بجے بعد از نماز ظہر جگہ: مینار پاکستان لاہور۔

آیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ امتی کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ایک بار پھر دیکھ لیجیے۔"

مرزا طاہر میں کہاں طاقت و جرأت تھی کہ وہ اس شیر، مرد مجاہد اور عالم ربانی کے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں قدم رکھتا، چنانچہ ایسا ہی ہوا آج تک وہ اس کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی اس کی ذریت کو اس کی ہمت ہوئی۔

حضرت اقدس کی کس کس خوبی کو ذکر کیا جائے، حالانکہ حضرت تمام خوبیوں کا مجموعہ تھے اور تمام کمالات و محاسن کا مجسمہ تھے، حضرت اقدس نے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر کیا التجا پیش کی ہوگی۔ بقول شاہین اقبال اثر:

جگر کی پیاس لہو سے بجھا کے آیا ہوں
میں تیری راہ میں گردن کٹا کے آیا ہوں
تمام حور و ملائک ہیں محو استقبال
مجھے بھی چاہتے تھے بیوی، بچے، بھائی، بہن
میں سب کو خون کے آنسو رلا کے آیا ہوں
مجھے تو مدتوں رویا کریں گے اہل جہاں
زہے نصیب! کہ میں مسکرا کے آیا ہوں

ختم نبوت کانفرنس کنری

کنری (رپورٹ: مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے زیر اہتمام ۴۰ ویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۷/ اپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات مدرسہ جامعہ عمر کنری میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی صدارت ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری عبیداللہ نے حاصل کی۔ ہدیہ نعت دھنی بخش چاچڑ نے پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن مدظلہ نے بیان کیا، پھر مولانا عیسیٰ سموں کا ایمان افروز خطاب ہوا۔ انہوں نے کہا کہ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو یہ منصب نہیں دیا جائے گا۔ آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، دجال، مرتد، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تو ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں ہوسکتا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے ولولہ انگیز خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ قادیانی اپنی قادیانیت کی تبلیغ کے لئے دن رات پاگل کتوں کی طرح مارے مارے پھرتے ہیں اور اس اہم عقیدہ پر خوب روشنی ڈالی، لیکن افسوس ہے ہم پر اگر ہم اپنے سچے اور آخری دین کی تبلیغ اور ترویج و اشاعت نہ کریں۔ آخر میں مولانا احمد علی عباسی کا تفصیلی بیان ہوا۔

کانفرنس میں امیر جمعیت علماء اسلام ضلع عمر کوٹ حضرت مولانا نور محمد قمرانی، مولانا مفتی محمد آدم، مولانا سائیں تاج محمد، مولانا محمد رمضان نوہڑی، قاری احمد علی درس، سائیں طفیل احمد، سائیں محمد موسیٰ درس، مفتی فقیر محمد بجیر، قاری محمد قاسم، مفتی حماد اللہ اور مولانا ابراہیم صدیقی سمیت مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی اور صاحبزادہ محترم جناب ڈاکٹر سائیں موسیٰ جان سرہندی نے خصوصی شرکت فرمائی اور گولارچی سے ڈاکٹر طارق محمود صدیقی تشریف لائے۔ کانفرنس میں عمرکوٹ، چھاچھرو، کھوکھراپار، چھور کینٹ، دھورونارو، نیو دمبالو، گولارچی، تھرپارکر، مٹھی، اسلام کوٹ، ڈیپلو، ننگر پارکر، تالہی، ہنی سر، سامارو، جیمس آباد سمیت مختلف علاقوں سے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، جو مسلمان تشریف لائے اور جنہوں نے کانفرنس کے لئے محنت کی اللہ رب العزت اُن سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۸/ اپریل بروز جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے مختلف شہروں میں جمعہ کے بیانات ہوئے۔ بخاری مسجد کنری میں ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کا نورانی بیان ہوا۔ حضرت نے قرآن و حدیث سے اس عقیدہ کو خوب وضاحت سے بیان کیا۔ اکابرین کی قربانیوں کا ذکر کیا اور قادیانیوں کو دعوت اسلام اور دعوت فکر دی۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب کا تالہی مسجد میں ختم نبوت کے موضوع پر بیان ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد کا الفلاح مسجد ہنی سر میں ہوا، جبکہ مولانا محمد علی صدیقی کا مکہ مسجد کنری میں بیان ہوا۔ تمام حضرات نے سامعین سے اس بات کا اقرار کروایا اور عہد لیا کہ ہم ختم نبوت کے ساتھ کام کرنے کے لئے ہر وقت اور ہر جگہ تیار ہیں اور اس کام میں اگر ہماری جان بھی جاتی ہے تو جائے، لیکن ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ انشاء اللہ!

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ''شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔ اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

نویں قسط

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ:

حضرت نانوتویؒ کا سن پیدائش ۱۲۴۸ھ ہے۔ تاریخی نام خورشید حسن ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام شیخ اسد علی تھا۔ حضرت نانوتویؒ کا سلسلہ نسب سیدنا صدیق اکبرؓ سے ملتا ہے۔ ناظرہ قرآن مجید اور معمولی لکھنا پڑھنا گھر پر جلد ہی سیکھ لیا۔ والد صاحب نے آپ کو نانوتہ سے دیوبند بھجوادیا۔ مولانا نے یہاں پر عربی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ پھر سہارنپور اپنے نانا جی کے پاس آگئے۔ یہاں مولانا محمد نواز سہارنپوری سے آپ نے فارسی وعربی کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ محرم ۱۲۶۰ھ حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے ہمراہ دہلی آگئے۔ مولانا مملوک سے عربی کتب پڑھیں اور دورہ حدیث شریف شاہ عبدالغنی مجددیؒ سے پڑھا۔ چند مطابع میں تصحیح کتب کا کام کیا۔ حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ ان دنوں بخاری شریف کا حاشیہ لکھ رہے تھے۔ انہوں نے بخاری شریف کے آخری پانچ چھ سپارے آپ کے سپرد کئے۔ جو آج تک ہندوستان وپاکستان میں بڑے سائز کے بخاری شریف کے نسخہ کے ساتھ چھپ رہے ہیں۔ جب اہل علم نے ان سپاروں پر اس شرح کو دیکھا تو حضرت احمد علی محدث سہارنپوری کے انتخاب کی داد دی۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ میں بیت اللہ شریف کی چھت پر کھڑا ہوں اور میرے قدموں سے نہریں نکل کر چہار سو پھیل رہی ہیں۔ مولانا مملوک علی صاحب نے اس کی تعبیر یہ فرمائی تھی کہ تمہارے سے علم دین کا فیض چہار سوئے عالم بکثرت جاری ہوگا۔ آپ کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو لسان عطا فرماتا ہے۔ جیسے حضرت شاہ شمس تبریزؒ کی لسان حضرت مولانا رومؒ کو بنایا۔ اسی طرح مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو میری لسان بنایا ہے۔ جو میرے دل میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ وہ مولانا محمد قاسم صاحب کی زبان پر جاری فرمادیتے ہیں۔

حضرت نانوتویؒ نے عملاً جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ میدان کارزار میں بھی اترے۔ آپ کو دوران جہاد گولی بھی لگی۔ جس سے خون اتنا نکلا کہ آپ کے کپڑے تربتر ہوگئے۔ لیکن حق تعالیٰ نے آپ کو زندہ سلامت رکھا۔ آپ تھانہ بھون کے معرکہ میں سپہ سالار مقرر کئے گئے تھے۔ مولانا اپنے دور کے بہت ہی بہادر عالم دین تھے۔ اس معرکہ کے بعد آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ حضرت حاجی صاحب نے حجاز مقدس ہجرت اختیار کی۔ حضرت گنگوہی گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چلا اور بری کردیئے گئے۔ آپ نے وارنٹ جاری ہونے کے بعد تین دن تک روپوشی اختیار کی۔ تین دن کے بعد باہر آگئے۔ جگہ بدلتے رہے۔ لیکن روپوشی ختم کردی۔ ساتھیوں نے وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ تین دن روپوشی سنت ہے۔ اس سے زیادہ سنت کے خلاف ہوگا۔ جب حالات اعتدال پر آئے تو آپ نے رفقاء کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز نے اپنے اقتدار کو مزید پکا کرنے کے لئے راہیں اختیار کیں اور مختلف حیلوں سے اہل اسلام، اہل ہند کو کمزور کرنے کے لئے اس نے منصوبے بنائے، ٹڈی دل کی طرح انگلستان سے پادریوں نے ہند میں آکر وہ دھاچوکڑی قائم کی کہ الامان، اس دور میں مستقل بنیادوں پر اہل اسلام کے ایمان اور اسلام کے ثبات وبقا کے لئے جن حضرات نے اقدام کئے حضرت نانوتویؒ اس قبیلہ عشق ووفا کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ حضرت حاجی عابد حسینؒ دارالعلوم کے پہلے مہتمم تھے۔ حضرت

مولانا محمد یعقوب نانوتوی دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے اور دارالعلوم دیوبند کے پہلے سرپرست حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔

۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو دارالعلوم کی بنا رکھی گئی۔ پہلے استاذ ملا محمود دیوبندی تھے اور پہلے شاگرد محمود حسن دیوبندیؒ تھے۔ مسجد چھتہ کے صحن میں انار کے درخت کے نیچے درس کا آغاز کیا گیا۔ دارالعلوم دیوبند کے پہلے سرپرست حضرت نانوتویؒ، دوسرے سرپرست حضرت گنگوہیؒ، تیسرے سرپرست حضرت شیخ الہندؒ، چوتھے سرپرست حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، پانچویں سرپرست حضرت تھانویؒ ہوئے۔ اس کے بعد اس عہدہ کا استعمال ترک کر دیا گیا۔ دارالعلوم کے پہلے مہتمم حضرت حاجی عابد حسینؒ، دوسرے مہتمم حضرت شاہ رفیع الدین دیوبندیؒ، تیسرے مہتمم حاجی محمد فضل حق دیوبندیؒ، چوتھے مہتمم حضرت مولانا منیر احمد نانوتویؒ، پانچویں مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ مقرر ہوئے۔ حافظ محمد احمد صاحبؒ حضرت نانوتویؒ کے صاحبزادے اور حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کے والد گرامی تھے۔ چھٹے مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن عثمانیؒ، ساتویں مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ بنے۔ آپ کے بعد حضرت مولانا مرغوب الرحمن بجنوریؒ اور آج کل حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب مہتمم ہیں۔ غرض حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء نے دارالعلوم کی بنیاد رکھ کر اسلامیان ہند پر ہی نہیں بلکہ اسلامیان عالم پر احسان کیا کہ آج پوری دنیا میں دارالعلوم دیوبند کے چشمہ سے علم و فضل کا وہ فیض جاری ہے جو اصلہا ثابت وفرعها في السماء کا مصداق ہے۔

مباحثہ چاند پور

حضرت نانوتوی نے مسلمانوں کے دین وایمان کی سلامتی کے لئے دارالعلوم کی بنیاد رکھ کر ترویج واشاعت اسلام کا مستقل بنیادوں پر اہتمام کر دیا۔ لیکن انگریز نے جہاں ہند پر قبضہ کیا وہاں وہ اہل ہند کو مسیحی بنانے کے منصوبے بنانے لگا۔ ہند میں انگلستان سے پادری بلائے گئے۔ انہوں نے پورے ہند میں حکومتی وسائل سے فائدہ اٹھا کر صبح وشام ساون کے مینڈکوں کی طرح گلی وکوچہ، بازار، شہروں اور دیہاتوں میں وہ ادھم مچایا کہ کان پڑی نہ سنائی دیتی تھی۔ اس زمانہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے عیسائیوں کی کتاب انجیل کے محرف ہونے کے دلائل کو "اظہار الحق" میں یکجا کر دیا۔ مولانا آل حسن نے مسیحی عقائد کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اپنی کتاب "استفسار" میں وہ دلائل جمع کر دیئے کہ اس عنوان پر اس سے بہتر کیا کوئی خدمت سرانجام دے گا؟ اب ایک مناظرہ کا میدان رہ گیا تھا۔ وہ متکلم اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے حصہ میں رہا۔ ہوا یہ کہ شاہ جہان پور سے پانچ چھ میل کی مسافت پر چاند پور ہے۔ وہاں پر مسیحی حضرات کی تجویز سے ایک ہندو رئیس منشی پیارے لال کبیر پنتھی نے ۱۸۷۶ء میں ایک مذہبی اجتماع "میلہ خداشناسی" منعقد کیا۔ اس میں ہندو، مسیحی اور مسلمان علماء کو باہمی مباحثہ کی دعوت دی۔ مگر لالہ جی نے ایک لکھی لکھائی ہندو مذہب کے عقائد پر پہیلی نما تحریر سنا کر، میدان مسیحوں اور مسلمانوں کے لئے خالی کر دیا۔ عیسائیوں کے نامی گرامی دیگر پادریوں کے علاوہ نولس بھی آیا ہوا تھا۔ جو بڑا لسان، عمدہ مقرر اور چوٹی کا مناظر تھا۔ پادری نولس نے موقف و دعویٰ یہ اختیار کر لیا "مسیحی دین کے مقابلہ میں دین محمدی کی کچھ حقیقت نہیں" حضرت نانوتویؒ، حضرت شیخ الہندؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا سید ابوالمنصور دہلویؒ ایسے اکابر موجود تھے۔ پہلے دن تو تمام حضرات مسیحوں سے سوال وجواب کرتے رہے۔ مگر دوسرے دن صرف حضرت نانوتویؒ کو میدان میں اتارا گیا۔ آپ نے حقانیت اسلام پر ایسے دلائل پیش کئے کہ ان کے آگے اس پادری کی پیش نہ گئی۔ پہلے دن مسیحی حضرات کے اعتراضات کے جوابات ہو چکے تھے۔ اب مسیحیت کی تثلیث والوہیت وکفارہ پر آپ نے آج جو اعتراضات اٹھائے تو مجمع داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ اختتام مجلس پر خود مسیحی مناظر باہمی کہتے ہوئے سنے گئے کہ آج ہم مغلوب ہو گئے۔ (میلہ خدا شناسی، ص ۳۸)

اسلام کی حقانیت وصداقت اور مسیحیوں کی شکست وریخت کا منظر اس کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

مباحثہ شاہجہان پور:

مناظرہ چاند پور کے بعد ۱۸۷۶ء ہی میں شاہ جہان پور میں اہل اسلام اور باطل طبقات کے درمیان مباحثہ طے ہوا۔ پنڈت دیانند سرسوتی، منشی اندرمن، پادری اسکاٹ مفسر انجیل اور پادری نولس میدان میں لائے گئے۔ متعدد مشاہیر اسلام اس موقع پر موجود تھے۔ مگر گفتگو کے لئے ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو میدان میں اتارا گیا۔ ہندو لالے تو وقت کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر آؤٹ ہو گئے۔ اب میدان میں مسلمان اور مسیحی رہ گئے۔ حضرت نانوتویؒ نے عقلی نقلی دلائل کے وہ انبار لگائے، ایسی صحیح قطعی دلیلیں پیش کیں کہ مسیحی مناظر کوئی معقول جواب تو درکنار ایسے دم بخود ہوئے کہ دنیا کو ششدر کر دیا۔ اسلام اور اہل اسلام کا بول بالا ہوا۔ مسلمانوں کی کھلی فتح کا مسلمانوں اور مسیحیوں کے علاوہ متعصب ہندو نے بھی اعتراف کیا۔ خود منشی پیارے لال نے کہا کہ مولوی قاسم صاحبؒ کا کیا حال بیان کیجئے۔ ان کے دل پر علم کی سرتی (علم کی دیوی) بولتی رہی تھی۔ (مباحثہ شاہجہان پور ص ۹۲)

اسی طرح پادری تارا چند سے بھی حضرت

نانوتویؒ کا مناظرہ ہوا۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے سوانح قاسمی ص۱۵ پر لکھا ہے: ''ایک پادری تاراچند نام تھا۔ اس سے گفتگو ہوئی۔ آخر وہ بند ہوا اور گفتگو سے بھاگا۔ سچ ہے شیروں کا مقابلہ لومڑیاں کیا کرسکیں؟''

آریہ کا فتنہ

آریہ کے پرچارک سوامی دیانند سرسوتی کی بدکلامی وبدزبانی کا اندازہ اس کی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' کے چودھویں باب سے لگایا جاسکتا ہے کہ کتنا دریدہ دہن تھا۔ وہ ۱۸۷۷ء میں ''رڑکی'' آیا، دن رات اسلام کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ حضرت نانوتویؒ نے اپنے شاگردوں کی جماعت کو اس کے تعاقب میں بھیجا۔ سوامی دیانند کو معلوم تھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ضیق النفس کے مریض ہیں۔ سفر نہیں کرسکتے۔ اس نے آپ کے شاگردوں سے مناظرہ کرنے کے لئے عذر یہ تراشا کہ مجھے مولانا نانوتویؒ کے بغیر کسی سے مناظرہ نہیں کرنا۔ حالانکہ حضرت شیخ الہندؒ مولانا فخرالحسن کاندھلوی، مولانا عبدالعدل موقع پر موجود تھے۔ اب سوامی دیانند کی آڑ توڑنے کے لئے بیماری کے باوجود حضرت نانوتویؒ نے سفر کیا۔ آپ شہر میں قیام پذیر ہوئے۔ دیانند سوامی چھاؤنی میں قیام پذیر تھا۔ مولانا کی آمد کا سنا تو اس کے اوسان خطا ہوگئے۔ آپ اتمام حجت کے لئے کرنل صاحب کی کوٹھی پر چھاؤنی چلے گئے۔ کپتان اور کرنل صاحب نے آپ کا اکرام کیا اور سوامی دیانند کو کرنل صاحب نے بلا کر کہا کہ آپ مولانا سے مجمع عام میں کلام کیوں نہیں کرتے۔ تمہارا کیا نقصان ہے؟ اس نے کہا کہ مجمع عام میں فساد کا اندیشہ ہے۔ کرنل صاحب نے کہا کہ میری کوٹھی پر بحث ہو جائے۔ ہم فساد روکنے کا انتظام کرلیں گے۔ دیانند نے کہا: نہیں ہم تو صرف اپنی کوٹھی پر بات کریں گے اور اجتماع عام بھی نہ ہو۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ ابھی اجتماع عام نہیں ہے۔ ابھی گفتگو کرلیں۔ آپ اعتراض کریں اور جواب لیں۔ یا ہمارے سنیں اور جواب دیں۔ دیانند نے کہا کہ میں گفتگو کے ارادہ سے نہیں آیا۔ مولانا نے فرمایا: ابھی ارادہ کرلیں۔ اس میں کیا دیر لگتی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ بازار میں، گھر پر، شہر میں، کسی کونہ میں، عوام میں، خواص میں جہاں چاہیں میں گفتگو کے لئے تیار ہوں۔ اس نے کہا کہ سوائے اپنی کوٹھی اور کہیں میں گفتگو کے لئے تیار نہیں۔ اگلے دن کا طے ہوا۔ لیکن پولیس کو کہہ کر مولانا کی کوٹھی آمد پر پابندی لگوادی۔ چنانچہ حضرت شیخ الہندؒ مولانا عبدالعدل کے تین روز بیان ہوتے رہے اور پنڈت دیانند کو برابر غیرت دلاتے رہے۔ مگر اسے سانپ سونگھ گیا۔ آخر حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ اچھا میری مجلس میں آکر میرے وعظ میں بیٹھ جاؤ۔ اس کی بھی اسے جرأت نہ ہوئی۔ سوامی دیانند سرسوتی نے اسلام پر اصولی گیارہ اعتراض کئے۔ آپ نے دس اعتراضات کا جواب ''انتصار الاسلام'' اپنی کتاب میں دیا۔ گیارھویں اعتراض کا جواب ''قبلہ نما'' میں دیا۔ دیانند رڑکی سے بھاگا، میرٹھ گیا۔ آپ میرٹھ پہنچ گئے۔ دیانند وہاں سے فرار کرگیا۔ اس کے بعد اس کے ایک چیلے لالہ نندلال نے اسلام کے خلاف ایک مضمون لکھا۔ آپ نے اس کا جواب ''ترکی بہ ترکی'' اپنے رسالہ میں دیا۔ غرض میرٹھ سے دوڑا تو کہیں کا کہیں جا پہنچا۔ نہ کوئی راہ نظر آئی، نہ سر چھپانے کو اوٹ۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ زندہ باد ہوئے اور دیانند خائب وخاسر۔

حضرت نانوتویؒ کی ''تحذیر الناس'' پر بعض بدنصیبوں نے اعتراض کیا۔ حضرت مولانا خواجہ قمرالدین سیالویؒ نے فرمایا کہ معترضین کی کھوپڑی بھی حضرت نانوتویؒ کی جوتی کے تلوے کو نہیں پہنچ سکتی۔

حضرت نانوتوی اور عشق رسالت مآبؐ کے چند واقعات:

۱......ہندوستان میں سبز رنگ کا عمدہ جوتا تیار ہوتا ہے، جس پر شاندار کڑھائی کی جاتی ہے۔ شرفاء استعمال کرتے ہیں۔ حضرت نانوتویؒ نے ساری زندگی استعمال نہیں کیا کہ اس کا رنگ سبز ہے۔

۲......حضرت نانوتویؒ حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ نظر آتے ہی سواری سے اتر گئے اور پیادہ سفر کیا۔ کئی میل پیادہ پتھریلی زمین پر سفر کرنا پڑا۔

۳...... مدینہ طیبہ قیام کے دوران کھانا پینا بہت کم کردیا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک دوبار تقاضا کے لئے جانا ہوتا تو اتنے دور نکل جاتے کہ مدینہ طیبہ وہاں سے نظر نہ آئے۔ جتنے دن قیام رہا اتنے دن اس پر سختی سے کاربند رہے۔

۴......قصائد قاسمی پڑھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کتنے بڑے عاشق رسول تھے۔ ایک دو شعر پیش خدمت ہیں:

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
کہاں بلندی طور اور کہاں تری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمین وآسمان بھی ہموار

اکیلا یہ قصیدہ ایک سو اکاون اشعار پر مشتمل ہے۔

حضرت نانوتویؒ نے تین حج کئے۔ ۴؍جمادی الاوّل ۱۲۹۷ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔ آج جب فقیر ان کے مزار مبارک پر حاضر ہوا تو آپ کے وصال کو ایک سو اڑتیس سال ہوچکے تھے۔ لیکن ان کی شخصیت کا بانکپن ہر زائر کے دل ودماغ پر سایہ فگن نظر آتا ہے۔ مقبرہ قاسمی میں آج ہزاروں صاحب علم وفضل مدفون ہیں۔ یاد رہے کہ اس قبرستان میں سب سے پہلی قبر مبارک آپ کی بنی تھی۔ ان دنوں یہ قبرستان شہر سے باہر تھا آج تو شہر کے وسط میں آگیا ہے۔ آپ کی تربت کو دیکھا اور تکتا ہی رہ گیا۔

(جاری ہے)

ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں!

قسط:۹

مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

اس اصول کی روشنی میں ختم نبوت انسان کی ذہنی وفکری زندگی کے لئے آب حیات نظر آتی ہے۔

اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی نہ ہوتے اور شریعت محمدیہ علیہ الف الف تحیۃ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی آخری شریعت نہ ہوتی تو انسان کی عقل معاد جامد ہوکر رہ جاتی اور اپنے ارتقائی درجات کے دوچار زینوں سے زیادہ کبھی نہ طے کرسکتی۔

خاتم النبیین نے جس امت کی تاسیس وتعمیر فرمائی، اسے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس ماحول سے باہر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا تھا۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد فوراً ہی اسے ان ممالک واقوام سے سابقہ پڑا جن کا ایک مخصوص تمدن تھا اور جن کے ممتاز نظریات واصول حیات تھے۔ معتقدات ونظریات سے لے کر معاشرت ومعاملات تک گویا سر سے پیر تک زندگی کے یہ نظامات امت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کے لئے بالکل نئے اور اجنبی تھے۔ نبی امی، فداہ ابی وامی نے انہیں جو ثقافت سکھائی تھی، جس نظام اخلاق ومعاملات کی تعلیم اور جس معاشرت وطرز حیات کی تربیت دی تھی، اس کی بنیاد ایمان ویقین اور تصور آخرت پر قائم تھی، ان کا پورا نظام حیات معاشی کے بجائے معادی تھا اور ان کے افکار واعمال کا سرچشمہ عقل معاد تھی نہ کہ عقل معاش۔ یہ وہ نظام زندگی اور طرز حیات تھا جو ساری دنیا میں صرف انہی کے ساتھ مخصوص تھا۔

جن قوموں سے انہیں واسطہ پڑا تھا، مثلاً رومی و ایرانی، ان کا پورا نظام حیات دنیا کے محور پر گردش کررہا تھا۔ ان کی ثقافت وتہذیب، ان کا تمدن وطرز حیات ان کے معاملات واخلاق، ان کی معاشرت وسیاست، خلاصہ یہ کہ زندگی کا ہر پہلو تصور آخرت کے اثر سے محروم اور حب دنیا کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ ایران کے مذاہب تو سراسر فلسفے تھے۔ جنہوں نے مرور زمانہ اور دیگر اسباب کی وجہ سے دین ومذہب کی شکل اختیار کرلی تھی۔ روم مسیحیت کا حلقہ بگوش تھا۔ مگر کون مسیحیت؟ جس سے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام بالکل بری ہیں، جو وہاں پہنچ کر مسیحیت کے بجائے شرک آمیز فلسفہ مسیحیت بن چکی تھی۔ بے شک اس میں آخرت کا تصور موجود تھا۔ مگر بہت ہی مبہم، بالکل غیر واضح اور بہت دھندلا، اسی کے ساتھ روم کی عملی زندگی سے اسے دور کا بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کے افکار خالص عقل معاش کے رہین منت تھے اور عقل معاد کسمپرسی کے عالم میں تھی۔ خاتم المرسلین کے اولین شاگردوں کو اس نظام حیات سے واسطہ پڑا جو ان کے نظامات حیات سے نسبت تضاد رکھتے تھے اور ان کے لئے بالکل اجنبی تھے۔ واسطہ قوموں ہی سے نہ تھا، بلکہ انہیں بالکل جدید اور اجنبی مسائل کا سامنا کرنا پڑا، جس کا حل کرنا بحیثیت ہادی اور بحیثیت حکمران ان کے اوپر واجب تھا۔ اگر نبوت ختم نہ ہوجاتی تو اس موقعہ پر مسلمان آگے بڑھنے کے بجائے ٹھٹک کر کھڑے ہوجاتے اور عقل معاد سے کام لینے کے بجائے کسی نئے نبی کے آنے کا انتظار کرتے۔ یہ ختم نبوت کا عقیدہ ہی تھا، جس نے انہیں اجتہاد واستنباط پر آمادہ کیا اور عقل معاد کی قوتوں سے کام لے کر انہوں نے دین کی بنیادوں پر ان مشکل اور اجنبی مسائل کو بہت آسانی کے ساتھ حل کرلیا۔ اس کے بعد بھی امت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کو ایسے مسائل سے سابقہ پڑا۔ لیکن ہمیشہ اس کے علماء اور صلحاء نے ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرلیا۔ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو امت کی عقل معاد ہرگز آزادی کے ساتھ عمل نہ کرسکتی تھی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ معطل اور جامد ہوجاتی۔ جس کے بعد اس میں انحطاط وزوال شروع ہوجاتا۔ بلکہ ممکن تھا کہ ایک طویل مدت جمود کے بعد یہ انحطاط پوری امت کو ارتداد تک پہنچادیتا۔

امت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کے سیاسی زوال کی تاریخ بہت دردناک ہے۔ مگر اس کا یہ پہلو بہت روشن ہے کہ اس نے بے کسی کے عالم میں بھی دین کو محفوظ رکھا۔ فتنہ تاتار، اسپین میں خلافت بنوامیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کی مظلومانہ حالت، افریقہ، ہندوستان وغیرہ میں ان کا انحطاط یہ سب اپنی جگہ ہر مسلمان کے لئے بہت ہی دردناک اور رنجیدہ واقعات ہیں۔ لیکن ان نازک حالات میں بھی مسلمان نے شریعت اسلامیہ کو کبھی خاموش نہیں پایا اور کبھی اس کی طرف سے مایوس نہیں ہوا۔ بلکہ ان سخت حالات کے احکام بھی اس کی لسان مقدس سے سنے اور ان پر عمل کر کے فائدہ اٹھایا۔ یہ صرف ختم نبوت کا کرشمہ تھا۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا اور ختم نبوت ایک حقیقت نہ ہوتی تو اس موقع پر امت اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتی۔ نئے نبی کے

انتظار میں شریعت محمدیہ علیہ الف الف تحیہ سے سوال ہی نہ کرتی یا سوال کرتی تو اسے ساکت وصامت اور کسی نئے نبی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پاتی۔

کیا منکرین ختم نبوت، امت کو اس عظیم الشان قوت محرکہ سے محروم کردینا چاہتے ہیں۔ جس کی زبردست تحریک اس چیز کی ضمانت ہے کہ ماضی کی طرح مستقبل میں بھی کبھی اس کے دینی وشرعی ذہن میں جمود وتعطل نمودار نہیں ہوسکتا۔ جو یاس وناامیدی کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں میں بھی اس کی شمع امید کو روشن اور اس کے معادی ذہن ودماغ کو فکر واجتہاد کی روشنی سے منور رکھتی ہے اور جو علوم دینیہ میں اس کی بے نظیر وبے مثال ذہانت وطباعی کی روح رواں اور حل مشکلات کی بے پناہ قوت کا سرچشمہ ہے۔

نوع انسانی کا فکری ارتقاء:

سند (Authority) یا دلیل (Reason)

ان دونوں میں سے کون علم انسان کا سرچشمہ ہے؟ یہ سوال وہ سنگ میل ہے جس نے نوع انسانی کو ارتقاء فکری وذہنی کا راستہ دکھایا۔ یہ سوال مدت دراز تک یورپ کی مذہبی، عمرانی، معاشی اور سیاسی کشمکش کی بنیاد بنا رہا۔ بالآخر دلیل کی فتح ہوئی اور سند زینت طاق نسیاں بنادی گئی۔ اسی یوم فتح کو یورپ کے ارتقاء کی فکری صبح صادق کہنا چاہئے۔

یورپ، علوم انبیاء اور ان کی نقل صحیح سے تہی دست تھا۔ کتاب الٰہی بھی اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ مگر باوجود اس تہی دستی ومحرومی کے مدت دراز سے اپنی مصنوعی تقدس کی قوت سے کلیسا عوام کے ذہن کو غلط اور خلاف حقیقت اسناد کی زنجیروں میں اسیر کئے ہوئے تھا۔ اس بے جا پابندی کا ردعمل بہت شدید ہوا۔ یورپ، معاد ومعاش کے درمیان اپنا ذہنی توازن کھوبیٹھا۔ عقلیت کا طوفان عقل معاد کو بہا لے گیا۔ اس کی عقل معاش نے خوب ترقی کی۔ مگر عقل معاش اس جگہ سے ایک انچ آگے نہیں بڑھی، جہاں زمانہ جاہلیت کے ایک بدوی عرب کی عقل وفہم تھی۔ اسلام نے یورپ کو دلیل کا راستہ دکھایا۔ مگر شاگرد نے استاد کی پوری بات نہ مانی۔ جتنی مانی اس سے آج تک فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جس سے روگردانی کی اس سے محرومی کا خسارہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔ مگر احسان مند ہونے کے بجائے شاگرد استاد کا جانی دشمن ہوگیا اور اس کی مخالفت میں حق کا بھی مخالف ہوگیا۔

خیر اس جملہ معترضہ کو اسی جگہ چھوڑیئے۔ اصل مقصود کی راہ پر قدم بڑھایئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دلیل کو دلیل راہ بنانے کا رجحان دنیا میں اس قدر تاخیر کے ساتھ کیوں پیدا ہوا؟ یہ صحیح ہے کہ تقلید کے بجائے استدلال واستنتاج اور غور وفکر کی دعوت سب سے پہلے قرآن حکیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیش کی گئی۔ لیکن یہ تعلیم سب انبیاء مرسلین اور سب کتب الٰہیہ نے دی ہے۔ ہر نبی اور ہر کتاب نے اپنے زمانہ کی قوت فکریہ کو بیدار کرنے کے لئے جھنجھوڑا ہے اور فکر واستدلال کا راستہ دکھایا ہے۔ اس لئے یہ سوال بدستور باقی رہتا ہے کہ باوجود انبیاء وکتب الٰہیہ کی مسلسل تعلیم یہ مذاق ورجحان چند افراد یا مخصوص اقوام میں تو پیدا ہوا، وہ بھی عارضی طور پر مگر عام دنیا کا رجحان بدستور دلیل وفکر کے بجائے سند پر اعتماد کرنے کی جانب رہا۔

خاتم المرسلین سے پہلے دنیا میں بہت سے انبیاء بھی تشریف لائے اور حق تعالیٰ نے ان کے توسط سے اپنی کتابیں بھی بھیجیں۔ ان کے علاوہ فلسفی، منطقی، ریاضی داں، مقنن، مفکر بھی بکثرت ہوئے۔ گویا علم کے دوسلسلے متوازی طور پر جاری رہے۔

تاریخ کے پردہ سیمیں پر ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ پہلے سلسلہ میں خود نبی کے زمانہ میں بھی چند افراد اور کبھی ایک جماعت یا قوم میں تقلید محض کے بجائے اتباع دلیل کا ذوق ورجحان پیدا ہوا اور انہوں نے امور معاد کو دلیل نقلی یعنی نبی وکتاب کے ذریعہ اور معاش کو دلیل عقلی سے حاصل کرنے کو منہاج فکر قرار دیا۔ مگر نبی کا سایہ سر سے اٹھنے کے بہت تھوڑے عرصہ کے بعد یہ مذاق فاسد ہوگیا۔ معاد ومعاش دونوں کے مسائل کا ماخذ رسم ورواج کو بنالیا گیا۔ تقلید آباء واکابران کا منہاج فکر بن گیا اور انبیاء وکتب الٰہیہ سے منہ پھیر کر قائدین اور پیشرووں نیز عام قومی روایات کو علم ودانش کا سرچشمہ تسلیم کرلیا گیا۔ دین کی کشتی رسوم کے سیلاب میں بہہ گئی۔ دلیل ذلیل ہوئی اور غیر مستند سند کا دور دورہ شروع ہوگیا۔

مسیحیت نے اس جنون میں مبتلا ہوکر معلوم نہیں کتنے صاحبان کمال کے خون میں اپنے ہاتھ رنگے۔ یہودیت کی آستین بھی اس لہو سے رنگین ہے۔ یہ نمونے ہمارے بیان کے بہت قابل اعتماد شاہد ہیں۔ تاریخ یورپ کا طالب علم ان مفکرین پر کلیسا کی چیرہ دستیوں کو نظر انداز نہیں کرسکتا، جو اسلامی طریق سے متاثر ہوکر اپنی عقل کو دشمن عقل کلیسا کی قید سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔ یہ وہ جرم عظیم تھا جسے کلیسا ناقابل عفو سمجھتا تھا۔ اس کے نزدیک سارے فسق وفجور قابل معافی تھے۔ یہاں تک کہ بے گناہوں کا قتل بھی معمولی جرم تھا۔ مگر زمین کو گول کہہ دینا یا کہکشاں کو ستاروں کا مجموعہ کہنا، ایک شیطانی تصور اور مسیحیت سے کفر وارتداد صریح تھا۔ جس کی معافی کی کوئی صورت نہ تھی۔ مسئلہ خواہ ہیئت کا ہو یا ہندسہ کا، طبعیات کا یا کیمیا کا اس کے علم کا سرچشمہ کلیسا تھا۔

دوسرا سلسلہ ان لوگوں کا تھا جو اپنے علوم وافکار میں وحی ربانی اور تعلیمات انبیاء کی ہدایت سے محروم تھے۔ ان کا حال بھی وہی تھا یعنی تاریخ صرف

معدودے چند افراد کو یہ سند عطا کرتی ہے کہ انہوں نے دلیل وحجت کو دلیل راہ بنایا۔ بقیہ سب افراد بلکہ اقوام کی سند علم کا تکیہ سند ہی پر تھا۔ فرق یہ ہے کہ مسیحی یا یہودی اپنے احبار ورہبان کے اقوال واعمال کو معیار حق اور علم کا منبع سمجھتے تھے اور یہ لوگ سقراط، زینو، افلاطون، ارسطو، سولن وغیرہ فلسفیوں، مقننوں، لیڈروں، ہیروؤں کے اقوال کو علم ودانش گردانتے تھے اور ان کی مخالفت کو جرم عظیم سمجھتے تھے۔

یہ واقعات ہیں۔ انہیں بنظر غائر دیکھ کر آپ ان کے اسباب وعلل تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں یہاں جملہ علل واسباب کا استقصا نہیں کرنا ہے۔ صرف ایک سبب پر ہم روشنی ڈالنا چاہتے ہیں جس کا تعلق ہمارے موضوع سے ہے۔

یہ صحیح ہے کہ اتباع انبیاء کے مدعیوں میں یہ غلط رجحان تعلیم انبیاء سے انحراف کا نتیجہ تھا۔ مگر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ نفسیاتی اعتبار سے اس بارے میں اس واقعہ کو بھی بہت بڑا دخل ہے کہ سلسلہ نبوت جاری رہنے کی وجہ سے طبعاً وعادۃً وہ ہر قسم کے علم میں نبی کی تعلیم کا انتظار کرتے تھے۔ ان کی قوت فکر یہ اس چیز کی عادی ہوگئی تھی کہ ہر قسم کا علم کسی معتمد ہستی پر اعتماد سے حاصل ہو اور قوت فکریہ پر تفحص وجستجو کا بار نہ پڑے۔

اگر نبوت ختم نہ ہو جاتی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ورسول کی حیثیت سے کسی دوسرے نبی کی امید منقطع کرکے دنیا کی عادت انتظار کو زائل نہ کر دیتے تو قیامت تک دلیل کو دلیل راہ بنانا دنیا کی سمجھ میں نہ آتا اور علم ودانش کا یہ دروازہ بھی مفتوح نہ ہوتا۔ اگر ہوتا تو صرف اتنے دن جتنے دن کوئی نبی دنیا میں تشریف رکھتے، علم کا یہ منہاج اور فکر ودانش کا یہ راستہ جس نے ایک طرف امتیوں کی عقل معاد کو بام عروج پر پہنچایا دوسری طرف عقل معاش کو راہ ارتقاء پر گامزن کر کے اسے علوم وفنون کے قیمتی خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ یہ خاتم النبیین، سید المرسلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل اور عقیدہ ختم نبوت کا اثر ہے۔ اسی سچے عقیدے نے پہلے اہل اسلام خصوصاً صحابہ کرامؓ کو سند کے موقع پر سند اور دلیل کو سرچشمہ علم وحکمت قرار دینے پر آمادہ کیا۔ پھر ان کے اثر اور ان کی تعلیمات وطرز فکر کی روشنی نے غیر مسلموں کی آنکھیں بھی کھول دیں اور انہیں بھی دلیل وحجت کی راہ نظر پڑی اور علم کا وہ راستہ بھی انہیں نظر آ گیا جس سے وہ بالکل آشنا نہ تھے اور اگر دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود نہ ہوتا تو قیامت تک ان کا ذہن علم ودانش کے اس راستہ تک نہ پہنچ سکتا۔ علوم وفنون مختصر کر رہ جاتے اور ارتقاء کے بام بلند تک ان کا پہنچنا محال ہو جاتا۔

اجتماعیات سے مناسبت:

عمرانیات (SDCIALOGY) کا طالب علم جانتا ہے کہ خاندان نے قبیلہ کی شکل اختیار کی اور قبائل نے قوم وسلطنت کی تعمیر کی۔ تاریخ شاہد ہے کہ انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف ترقی کا رجحان نوع انسانی میں دور گذشتہ میں برابر بڑھتا رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی انسانیت اسی راہ پر تیزی کے ساتھ گامزن تھی۔ لیکن اس کے بعد اس کی رفتار اور بھی تیز ہوگئی۔ یہاں تک کہ آج انسان کا رجحان اجتماعیت ایسے مقام پر ہے جہاں کوئی فرد واحد انفرادیت وعلیحدگی کا تصور بھی بمشکل کر سکتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ کوئی قوم بھی دوسری اقوام سے علیحدگی واستغناء کا تصور نہیں کر سکتی۔ انسان کا طبعی رجحان اجتماع ان کا اصل سبب ہے۔ مگر تمدن کی ترقی نے اس رجحان کو دوچند قوی اور اس کی رفتار کو تیز سے تیز کر دیا۔ رسل ورسائل اور حمل ونقل کی روز افزوں سہولتوں کی وجہ سے زمین کی طنابیں کھینچ گئی ہیں اور پورا کرۂ ارض گویا ایک ملک بن چکا ہے۔ نوع انسانی کا طبعی رجحان اجتماع ختم نبوت کے ساتھ خاص مناسبت رکھتا ہے۔ یہی حکمت ہے کہ ختم المرسلین کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب یہ رجحان قوی سے قوی تر ہو چکا تھا اور روز افزوں ترقی کر رہا تھا۔

اس اجتماع واختلاط کا ایک ضروری ولابدی نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کی مختلف قومیں ایک دوسرے پر اپنے اخلاق وعادات اور اپنی تہذیب وثقافت کا اثر ڈالیں اور اس تاثیر وتاثر سے نوع انسانی کا ایک خاص مزاج تیار ہو جو دنیا گیر اور سب اقوام وممالک کا مشترکہ سرمایہ ہو۔ یہ مزاج صحیح بھی ہو سکتا ہے اور فاسد بھی۔ اس کی اصلاح کے لئے ایسے ہی نبی کی اتباع مفید ہو سکتی ہے، جو خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے اس بین الاقوامی مزاج سے مناسبت رکھتا ہو اور جس کی جامعیت سب اقوام وممالک کو ایک مرکز پر مجتمع کرنے میں معاون ثابت ہو۔

اگر سلسلۂ نبوت جاری رہتا تو ہر نبی اس مزاج پر اثر انداز ہوتا اور اس کی وحدت ختم ہو جاتی۔ عقیدہ ختم نبوت اس اجتماعیت کے ساتھ خصوصی مناسبت رکھتا ہے اور اس کے وجود وبقا کے لئے ایک ناگزیر شے ہے۔

توضیح مزید یہ ہے کہ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد العیاذ باللہ کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا تو اس وقت کے بعض لوگ اس پر ایمان لاتے اور بعض نہ لاتے۔ منکرین بھی کتاب وسنت پر عملدرآمد کرتے اور مذکورہ اجتماعی مزاج پر اثر انداز ہو کر اسے اپنی طرف کھینچتے۔ مقررین بھی یہی کرتے۔ دونوں کتاب وسنت کا سہارا لیتے۔ اس کشمکش کی وجہ سے بین الاقوامی اجتماعی اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا۔

(جاری ہے)

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس لاہور

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور میں ۱۲ اپریل کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے قاری علیم الدین شاکر، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا جمیل الرحمن اختر، مولانا نذیر سیال، قاری نذیر احمد، مولانا عبدالنعیم پر مشتمل رابطہ کمیٹی قائم کی گئی۔ مرکزی رابطہ کمیٹی نے جامعہ مدنیہ اور مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں کئی ایک اجلاس کئے۔ نیز رائیونڈ، قصور، کوٹ رادھاکشن، الہ آباد اور مضافاتی علاقوں میں ذیلی رابطہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ جامعہ کے مہتمم مولانا سید محمود میاں، استاذ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن نے سرپرستی فرمائی۔ مولانا سید محمود میاں نے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ سے رابطہ قائم کرکے ان سے وقت نوٹ کرایا۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے تقریباً ڈیڑھ، دو سو اجتماعات مضافات میں منعقد کئے گئے، کئی ایک اجتماعات میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور راقم الحروف نے شرکت کی۔

سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر، شیخوپورہ کے مبلغ مولانا ریاض احمد ٹو نے تقریباً دس روز مضافات میں محنت کی۔ ہزاروں اشتہارات، بینرز، پینافلیکس، اسٹیکرز، ہینڈبل چھپوا کر چسپاں اور تقسیم کرائے گئے۔ ٹھوکر نیاز بیگ سے رائیونڈ تک بجلی کے کھمبوں پر بینرز لگوائے گئے۔ غرضیکہ ایک عجیب سماں بن گیا، ہر طرف یہی صدا تھی چلو چلو رائیونڈ جامعہ مدنیہ جدید چلو۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد قریبی عزیزوں کی شادیوں کی وجہ سے مکمل وقت نہ دے سکے، یہ سلسلہ تقریباً ڈیڑھ ماہ جاری رہا۔ اس دوران مرکزی کمیٹی نے اجتماعی طور پر علماء کرام، طلباء، تاجر، مشائخ عظام، مساجد کے ائمہ اور خطباء سے ملاقاتیں جاری رکھیں۔ تا آنکہ کانفرنس کا دن قریب آ گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ الحدیث، استاذ العلماء والمحدثین مولانا عبدالمجید لدھیانوی انڈیا کا ایک ہفتہ کا دورہ کرکے واہگہ بارڈر کے ذریعہ ۱۰ اپریل فیصل آباد کانفرنس سے فارغ ہوکر گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے گوجرانوالہ مجلس کے امیر مولانا محمد اشرف مجددی زید مجدہ کی دعوت پر ان کے مدرسہ میں طلباء کی دستار بندی کرائی اور جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکز ختم نبوت جامع مسجد ختم نبوت کنگنی والا ہاشمی کالونی میں دیا اور لاہور تشریف لے آئے اور تیاریوں کا جائزہ لیا۔ نیز مجلس کے زعماء مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیر اللہ اختر، راقم الحروف، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے حضرت الامیر دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔ حضرت والا نے مجلس کے زعما کو انڈیا دورہ کی رپورٹ ارشاد فرمائی۔ نیز حضرت والا نے اہل السنت والجماعت کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی کی عدالتی فیصلہ کی روشنی میں کامیابی پر خوشی کا اظہار فرمایا اور مولانا اللہ وسایا زید مجدہ سے فرمایا کہ وہ مولانا لدھیانوی کو مبارکباد دیں۔ ۱۲ اپریل مرکزی رابطہ کمیٹی کے ممبران صبح سویرے ہی رائیونڈ تشریف لے گئے اور کانفرنس کی تیاریاں شروع کردیں۔ سارا دن انتظامات میں مصروف رہے۔ جامعہ مدنیہ کے اساتذہ کرام بمع طلباء و مہتمم کے کانفرنس کے آخری انتظامات میں ہاتھ بٹاتے رہے۔ کانفرنس کا آغاز مغرب کی نماز کے متصل بعد ہوا۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری علیم الدین شاکر کے بیانات ہوئے اور مولانا محمد قاسم گجر نے نعت پیش کی۔ صدارت ضلعی امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے کی۔

دوسری نشست عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوئی اور تین بجے رات تک جاری رہی۔ تلاوت کلام پاک قاری مختار احمد نے کی۔ نعت کی سعادت مولانا عبیداللہ نے حاصل کی۔ پہلا خطاب مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کا ہوا۔ مولانا نے مرزا قادیانی کے دعاوی اور اس کے مقابلہ میں علماء کرام کی عظیم الشان قربانیوں کا والہانہ انداز میں تذکرہ کیا۔

جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث پروفیسر مولانا محمد یوسف خان نے مختصر خطاب فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد رضوان عزیز نے قادیانیت کے لتے لئے۔

پاکستان شریعت کونسل کے صوبائی صدر مولانا عبدالحق خان بشیر نے کہا کہ جھوٹے مدعیان نبوت کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال وکذاب قرار دیا، جبکہ آج کے دانشور، ٹی وی اینکرز، جدید اسکالرز مرزا قادیانی اور ایسے ہی دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کو پاگل قرار دے کر انہیں قانونی رعایت دلوانے کی کوشش

کرتے ہیں۔

مولانا عبدالحق نے کہا کہ ایسے پاگل وزیراعظم، صدر مملکت، وزیراعلیٰ اور گورنر ہونے کا دعویٰ کیوں نہیں کرتے، نبوت کا دعویٰ کیوں کرتے ہیں؟ ایسے لوگ پاگل نہیں دجال وکذاب ہیں، ایسے لوگوں کو قرار واقعی سزا دے کر نبوت کا بازیچہ اطفال بننے سے بچایا جائے۔

جمعیت علماء اسلام (س) کے جنرل سیکریٹری مولانا عبدالرؤف فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جب پارلیمنٹ سپریم ہے تو پارلیمنٹ کے فیصلہ کے مطابق جھوٹے مدعی نبوت اور گستاخ رسول کو سزا کیوں نہیں دی جاتی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ قادیانیوں کا اور تمہارا پیرو مرشد ایک ہو، جو قادیانیت کے خلاف پارلیمنٹ کے فیصلوں کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کررہا ہو، اسلامیان پاکستان ایسے عظیم قوانین کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ہمارے بزرگ جماعتی سطح پر پون صدی سے قادیانیت کا مقابلہ کررہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز قادیانیت کے مکمل خاتمے تک یہ تحریک جاری رہے گی۔

مولانا عبدالشکور حقانی نے کہا کہ مرزا قادیانی اپنے پہلے روز سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا تھا، علماء امت نے نوے سال پہلے محنت کرکے اسے کیفر کردار تک پہنچانے کی ابتدا کی۔

ختم نبوت یوتھ فورس سیالکوٹ کے رہنما سید محبوب شاہ گیلانی نے کہا کہ نوجوان اپنے بزرگوں کی قیادت میں قادیانیت کے خاتمہ تک جدوجہد جاری رکھیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ کراچی کے حالات کے بگاڑ میں قادیانی عنصر کو شامل تفتیش کیا جائے۔

مولانا جمیل الرحمن اختر نے کہا کہ قادیانی اپنے لاٹ پادری مرزا بشیرالدین محمود کے اکھنڈ بھارت کے عقیدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ملک وملت کی سازشوں میں مصروف ہیں۔

تحریک ختم نبوت کے روح رواں مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت کے خمیر میں اسلام دشمنی اور ملک وملت کی غداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ قادیانی اگر چاند پر بھی پہنچے تو وہاں بھی ان کا تعاقب کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کی ابتدا سے اب تک کے سفر کو گنوایا کہ قادیانیوں نے کیا کھویا کیا پایا۔ قادیانی ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ بتیس اسلامی ملکوں سے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ دو درجن سے زائد اسلامی ممالک نے اپنے ہاں ان کا داخلہ بند کرایا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ نافذ ہوا۔ ۸-ہائی کورٹوں، وفاقی شرعی عدالت، شریعت اپیلانٹ بنچ، سپریم کورٹ نے ان کے خلاف فیصلے دیئے، ہر قادیانی ان فیصلوں کا انکار کرتا ہے، جب قادیانی پاکستان کے آئین کا انکار کرتے ہیں، انہیں کلیدی عہدوں پر فائز رکھنے کا کوئی تک نہیں۔ انہوں نے شیخوپورہ کے آر پی او ابوبکر خدابخش تھو کو خبردار کیا کہ وہ ختم نبوت جماعت کے ذمہ داروں کے خلاف انتقامی کاروائیاں چھوڑ دے ورنہ ہم جامعہ توحیدیہ میں بڑی کانفرنس منعقد کرکے اس کے ملک وملت کے خلاف سرگرمیوں کا پردہ چاک کریں گے۔ انہوں نے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے دائرہ میں رکھے نیز انہوں نے تھو کو برطرف کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔

خطیب ابن خطیب مولانا صاحبزادہ محمد امجد خان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ امت مسلمہ خیرالقرون کے زمانہ سے منکرین ختم نبوت کا تعاقب کرتی چلی آرہی ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس کا اسٹیج میرا اپنا اسٹیج ہے اور یہ میرے لئے باعث سعادت ہے۔ انہوں نے مجلس کی قیادت کو قادیانیت کے خلاف مسلسل جدوجہد جاری رکھنے پر خراج تحسین پیش کیا۔

متحدہ جمعیت اہلحدیث کے روح رواں مولانا سید ضیاءاللہ شاہ بخاری نے کہا کہ میں نے کئی سال پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر خواجہ خواجگان

آہ! قاری محمد صدیق طارق

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاری محمد صدیق طارق خوش الحان خطیب اور ہمارے دورۂ حدیث شریف کے ساتھی تھے۔ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں میں اکٹھے دورۂ حدیث کیا۔ بخاری وترمذی اس وقت قائد تحریک ختم نبوت، استاذ المحدثین مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم سے، مسلم شریف مولانا محمد امین حال استاذ الحدیث جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی کالونی وہاڑی، ابوداؤد شریف پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب حال شیخ الحدیث جامعہ عبیدیہ فیصل آباد، نسائی شریف حضرت مولانا شیخ حبیب احمد مدظلہ، طحاوی شریف حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ اساتذۂ کرام جامعہ باب العلوم سے پڑھیں۔ رسمی فراغت کے بعد بندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے منسلک ہوگیا اور موصوف ٹیچر ہوگئے اور قصور میں جامع مسجد انوار التوحید میں ایک عرصہ تک خطابت کے جواہر پارے بکھیرتے رہے۔ بعدازاں جھنگ سٹی کی لال مسجد میں خطیب مقرر ہوگئے۔ خوش الحان ہونے کی وجہ سے علاقہ کی بہت سی دینی ضروریات پوری کرتے تھے۔ فروری ۲۰۱۴ء میں سہ روزہ کورس میں شریک ہونے کے لئے بندہ جھنگ آیا تو مولانا غلام حسین، مولانا سید مصدوق حسین شاہ، معروف ثناخواں حافظ خالد جھنگوی کی معیت میں محفل بپا ہوئی۔ چائے کا دور چلا پرانی یادیں تازہ ہوئیں، دریں اثنا معلوم ہوا کہ موصوف فالج کے مریض ہیں، عیادت کی، دعاؤں کا تبادلہ ہوا۔ ۳۱/مارچ ۲۰۱۴ء کو انتقال فرمایا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آج پھر ایک مرتبہ مجلس کے موجودہ امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی حفظہ اللہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کا اعلان کرتا ہوں، نیز یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ملک کے دو کروڑ اہلحدیث عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہ نے عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ امت مسلمہ کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اتحاد امت کے لئے عقیدۂ ختم نبوت سے بڑھ کر کوئی فارمولا نہیں ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم امہ کی طرف سے فرض کی ذمہ داری پوری کر رہی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا اہم ترین جزو ہے۔ اس میں استحکام پوری ملت کے استحکام کے مترادف ہے۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ پر ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرما رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خلافت راشدہ کے اولین دور میں تحفظ ختم نبوت کے لئے فرزندان اسلام نے جو تاریخ ساز جدوجہد کی وہ حشر تک کے لئے معیار حق وصداقت ہے اور ملت اسلامیہ ان اساسی نقوش پر اس فرض کی ادائیگی میں اپنا فرض منصبی ادا کرتی رہے گی۔ پاکستان اسلام کے نعرہ مستانہ کی تحقیق ہے لیکن یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ منکرین ختم نبوت کو اسلامی جمہوریہ میں جو اہمیت دی گئی وہ ناقابل فہم ہے۔ سقوط ڈھاکہ سے آج تک کے حالات دشمنان اسلام اور منکرین ختم نبوت کی گہری سازش کا نتیجہ ہیں۔ ارباب اقتدار کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ اسلامی جمہوریہ کے وجود سے قادیانیت کے کینسر کو ختم کرے۔

کانفرنس کی عظیم الشان کامیابی پر کانفرنس کے روح رواں مولانا عزیز الرحمن ثانی کی جامعہ مدنیہ جدید کے مہتمم مولانا سیّد محمود میاں مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن نے نعروں کی گونج میں دستار بندی کرائی۔ نیز جامعہ مدنیہ کے سینکڑوں فضلاء کی دستار بندی بھی کروائی گئی قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا سعید الحسن، مولانا سیّد محمود میاں، مولانا مفتی محمد حسن نے پگڑیاں بندھوائیں اور دعاؤں سے نوازا مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ میں دعوت خطاب دے رہا ہوں خاتم المقررین مولانا مفتی کفایت اللہ سابق ممبر سرحد اسمبلی کو وہ تشریف لا کر اپنے خطاب لاجواب سے نوازیں، چنانچہ مفتی کفایت اللہ نے نعروں کی گونج میں کہا کہ پنجاب والو! تم ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ریلیاں نکالتے ہو۔ مقام مصطفی کے حفاظت کے لئے جلسے بھی منعقد کرتے ہو، تمہارا جذبۂ محبت رسول قابل داد ہے، لیکن تم نظام مصطفی کے نفاذ کے لئے ووٹ کی پرچی نہیں دیتے ہو۔ تم ووٹ انہیں دیتے ہو جو قادیانیوں کو اپنا بھائی اور بہنیں قرار دیتے ہیں تم انہیں اسمبلی میں بھیجتے ہو جنہیں قل ھو اللہ نہیں آتی۔ تم انہیں اپنا لیڈر منتخب کرتے ہو جو کہ گستاخان رسول کے لئے کھلے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب میں ختم نبوت کانفرنس منعقد نہیں ہوتیں۔ افغانستان میں ایسے اجتماعات کیوں منعقد نہیں ہوتے کیونکہ وہاں قانون موجود ہے اور قانون پر عملداری بھی ہے۔ قانون تو یہاں بھی موجود ہے، لیکن قانون پر عمل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام کو اسمبلیوں میں بھیجو گے تو کانفرنسوں کی انعقاد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ مولانا محمد قاسم گجر، مولانا ارشد عمران عارفی، سیّد سلمان گیلانی، میواتی برادران، اسامہ اجمل نے اپنی خوبصورت نعتوں سے مجمع کو گرمائے رکھا۔ الوداعی خطاب مولانا سیّد محمود میاں مدظلہ نے فرمایا اور مولانا کی دعا سے کانفرنس تقریباً تین بجے رات اختتام پذیر ہوئی۔☆☆

مولانا حکیم غلام یاسین انصاریؒ.... تذکرہ وتعارف

مولانا حکیم غلام یاسین انصاریؒ جمعیت علماء اسلام جھنگ کے رہنماؤں میں سے تھے، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، تحریک نظام مصطفی ۱۹۷۷ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی مسجد جامع مسجد اشرفیہ مومن پورہ جھنگ تحریکوں کی مرکز رہی ہے۔ انہوں نے حافظ الحدیث والقرآن مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود، جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ کے دور میں جمعیت علماء اسلام کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کیا۔ حتیٰ کہ مرکزی شوریٰ کے ممبر بنائے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے بزرگوں کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ فروری میں جامع مسجد محلہ شیخ لاہوریؒ میں تین روزہ ختم نبوت کورس کے دوران حاضری ہوئی، بڑی خندہ پیشانی سے ملے۔ مولانا غلام حسین مدظلہ نے رپورٹ پیش کی کہ تین دن کا کورس رکھا ہے، سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اس قسم کے کورس بڑی کانفرنسوں سے زیادہ مفید ہوتے ہیں، کیونکہ اس سے کارکنوں کی تربیت ہوتی ہے اور کارکن علمی دلائل وبراہین سے مسلح ہوجاتے ہیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ آپ تین چار روز ہمیں بھی دیں، میں اپنی مسجد میں کورس رکھوں گا۔ انہیں صرف حیات مسیح علیہ السلام پر تربیت دیں۔ بندہ نے وعدہ کیا کہ یکم،۲ رجب المرجب کو سہ ماہی میٹنگ ہوگی اس میں اگلی سہ ماہی کے پروگرام ترتیب دیں گے۔ انشاء اللہ العزیز ان میں آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ مولانا غلام حسین نے ۹ راپریل کو بندہ سے فرمایا کہ حکیم صاحب انتقال فرماگئے۔ بندہ جھنگ سے دور تھا، جنازہ میں شرکت نہ ہوسکی۔ ۱۹ راپریل ۲۰۱۴ء موصوف کے بھائی مولانا عبدالحلیم انصاری اور ان کے فرزندان گرامی سے ملاقات ہوئی۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان

رپورٹ: مفتی محمد راشد مدنی، رحیم یار خان

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے پیش نظر خانقاہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے حکم پر چک ۴۵ پی رحیم یار خان میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا، تقریباً تین ماہ شبانہ روز محنت کی گئی، مختلف علاقوں میں علماء کرام معززین علاقہ سے بھرپور کامیاب اجلاس ہوئے، علاقائی جلسوں میں بیانات ہوئے، سب سے پہلا اجلاس جنوری میں مولانا غلام مدنی کے مدرسہ مدینۃ الاسلامیہ میں ہوا، جس میں تیس میل تک تمام علاقائی ائمہ حضرات شریک ہوئے اور پھر یہ سلسلہ چک ۱۰۷ ون ایل، چک ۱۱۸ ون ایل، چک ۱۲۱ ون ایل، چک ۴۵ پی بستی گل بہار، سچہ، کوٹ ماہی، موضع باغ و بہار، میں جاری رہا، علاقائی بیداری بڑھنا شروع ہوئی تقریباً پچپن جامع مساجد میں مسلسل جمعہ کے بیانات میں اہل علاقہ کو ختم نبوت کی اہمیت اور جلسہ میں پہنچنے کا وعدہ لیا جاتا رہا، اسی دوران بستی فیضو تر موضع گل بہار میں جماعت ختم نبوت کی درخواست پر انتظامیہ نے دو چکوں پر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا۔ راقم الحروف نے جمعہ کے بیانات میں قادیانیت کے کفر اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے متعلق آگاہی دی جس کے الحمدللہ! اہل علاقہ کے سادہ لوح مسلمانوں پر بہترین اثرات مرتب ہوئے۔ کانفرنس کے سلسلہ میں آخری اجلاس چک ۴۵ ایل میں واقع ختم نبوت کے مرکز مدرسہ ختم نبوت دارالقرآن میں حافظ مقصود کی زیر صدارت ہوا، جس میں چہار اطراف سے ائمہ حضرات، معززین علاقہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ کمیٹیاں بنائی گئیں، ڈیوٹیاں تقسیم ہوئیں، یکم اپریل چک ۴۵ پی میں کانفرنس کا آغاز ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے اسی (۸۰) شامیانوں پر مشتمل پنڈال باوجود وسعتوں کے تنگی داماں کا سماں پیش کرنے لگا، تمام بستیوں سے لوگ بسوں، ٹرالوں، موٹر سائیکل پر پہنچنا شروع ہوئے۔ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے ہیں بلکہ سرپرستی کا حق ادا فرماتے ہیں، انہوں نے اپنے مریدین کو مکتوب لکھ کر حکم نامہ جاری کیا کہ جہاں تک ممکن ہو کانفرنس کو کامیاب بنایا جائے اور تمام متعلقین کانفرنس میں شرکت لازمی سمجھیں، پنڈال سجا تو اکثریت کی رائے تھی ہم نے ضلع بھر میں اتنی بڑی کانفرنس کبھی نہیں دیکھی۔ کانفرنس کا نظم و نسق جامعہ تفسیریہ شمس العلوم رحیم یار خان کے طلباء نے حضرت مولانا خلیل اللہ جنرل سیکرٹری مجلس ختم نبوت رحیم یار خان کی زیر نگرانی کمال ذمہ داری سے نبھایا۔

دارالعلوم دیوبند سے بھی زیادہ قدیم ادارہ جامعہ تفسیریہ شمس العلوم کی مکمل سرپرستی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہے، دو بسیں جامعہ سے کانفرنس میں پہنچیں۔ اسی طرح حضرت درخواستیؒ کی یادگار جامعہ عربیہ مخزن العلوم خان پور اور شہر خان پور سے احباب نہایت ولولہ کے ساتھ بسوں کی صورت میں جلسہ گاہ پہنچے، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر حضرت مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت خواجہ خان محمد تک ہر دور میں اکابرین مجلس ختم نبوت اور جامعہ مخزن العلوم کے اکابر اکٹھے چلے جہاں حضرت درخواستیؒ اپنے مریدین کو مجلس ختم نبوت کے ساتھ جوڑتے رہے وہیں جانشین حضرت درخواستیؒ حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی ہمہ تن جماعت کی سرپرستی فرماتے ہیں، مدرسہ جامعہ قادریہ رحیم یار خان سے حضرت مفتی قاضی شفیق الرحمٰن کی زیر نگرانی بڑا قافلہ پنڈال پہنچا، یہ ادارہ بھی اول دن سے مجلس ختم نبوت کے اکابرین کا میزبان ادارہ ہے، الحمدللہ! آج بھی رحیم یار خان میں حضرت قاضی صاحب کی امارت میں مجلس ختم نبوت کا کام عروج پر ہے اور ان کے صاحبزادے قاضی جواد الرحمٰن صاحب بھی ہر وقت ختم نبوت کے کاز کے لئے فکر مند رہتے ہیں۔ کانفرنس کو ابتداً حافظ مقصود احمد، قاری غلام لیٰسین، معین عباسی، مولانا فضل الرحمٰن دین پوری، شاعر جمعیت عبدالرحمٰن ساجد نے سنبھالے رکھا۔ راقم الحروف نے بھی یہ ذمہ داری سرانجام دی۔

شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی آج اپنے جوبن پر نظر آئے، ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری انہیں اپنے والد سے ملی۔ مولانا اسامہ رضوان نے ختم نبوت کے کاز پر بہترین گفتگو فرمائی۔ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری بھی آج اکابرین کی یادیں تازہ فرما رہے تھے، ان کے نورانی کلمات سونے کے بھاؤ تولنے کے لائق تھے۔ مجمع طلب کے ساتھ بیٹھے تو خطیب بھی دل کھول کر علمی ذوق سامعین کو مہیا کرتا ہے۔ حضرت کے بیان کے دوران مجمع سانس لینا بھول گیا۔ جناب عرفان محمود برق لاہور سے تشریف لائے، جب خطاب کے لئے احقر نے دعوت دی تو تاحد نظر سامعین نے فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا، گھر کے بھیدی کی حیثیت سے انہوں نے جب قادیانیت کے متعلق

لاشے سے غلیظ کیڑے دکھانا شروع کئے تو سامعین ''مرزائیت پر لعنت بے شمار'' کہنے پر مجبور ہوگئے، انہوں نے اپنی قبولیت اسلام کی کہانی اور بعد ازاں ظلم وستم کی داستان سنائی جیسا کہ قادیانیوں کا وطیرہ ہے تو ہر آنکھ اشکبار تھی، انہوں نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ اے قادیانیو! جھوٹے مرزے پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آجاؤ اسی میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے آج تاریخ ساز خطاب فرمایا، انہوں نے اپنے خطاب میں اپنا درد دل سامعین کے دلوں میں انڈیلتے ہوئے کہا کہ ان قادیانی بدنصیبوں کو دیکھو کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کے مرزے لعین کی غلامی میں آگئے، اپنے مفصل خطاب میں انہوں نے بتلایا کہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے، آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ فلاں شہر میں اتنے اور فلاں شہر میں اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ الحمدللہ! اب تک ہزاروں کی تعداد میں قادیانی مجلس ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر مسلمان ہوچکے ہیں۔ آخر میں درگاہ نقشبندیہ، مجددیہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے اختتامی کلمات اور دعا فرمائی۔ حضرت خاکوانی مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے امیر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا اور گاؤں گاؤں، بستی بستی بلکہ پوری دنیا میں ختم نبوت کا پیغام پہنچانے پر جماعت ختم نبوت کے اکابرین کو خوب دعائیں دیں، آخر میں درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کی زیر سرپرستی تمام سامعین کی لنگر سے مہمان نوازی کی گئی، یقیناً کانفرنس کی کامیابی حضرت میاں صاحب کی توجہات اور دعاؤں کی مرہون منت تھی۔ ☆☆

ختم نبوت کانفرنس سکھر

رپورٹ: عبداللطیف اشرفی

۱۴/ اپریل بروز پیر مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ کانفرنس جامع مسجد کے وسیع ترین صحن میں ہوئی، جس کو جامعہ اشرفیہ سکھر کے طلباء نے حضرت مولانا مفتی محمد یاسین، مولانا مفتی محمد شفیع کی زیر نگرانی ختم نبوت کی مختلف عبارات والے بینرز سے سجایا تھا، اسٹیج کی پشت والی دیوار پر خوش آمدید کا بڑا بینر آویزاں کیا گیا تھا۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء تلاوت کلام پاک سے ہوا جو کہ جامعہ اشرفیہ کے طالب علم قاری محمد رفیق نے کی، بعد ازاں نعت ونظم کے لئے جناب حبیب الرحمن، محمد مسعود، عبدالسمیع عباسی اور راشد منگی مرحلہ وار تشریف لائے جبکہ کانفرنس سے بالترتیب علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ مولانا عبدالستار حیدری مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ، حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی سعود افضل رہنما جمعیت علماء اسلام سکھر، حضرت مولانا قاری خلیل الرحمن خطیب مسجد ہذا ورکن مرکزی مجلس شوریٰ، مولانا تاج محمد چنہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیکب آباد، مولانا محمد مسعود امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاڑکانہ، مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، نمونہ اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، خطیب پنجاب مولانا خبیب الرحمن ضیاء، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ اور ان بیانات کے دوران عالمی شہرت یافتہ نعت خواں حافظ ابوبکر دو مرتبہ تشریف لائے۔ اس کانفرنس کی صدارت ولی کامل حضرت مولانا سائیں عبدالصمد ہالیجوی دامت برکاتہم کے فرزند ارجمند حضرت مولانا غلام اللہ ہالیجوی نے فرمائی جبکہ سرپرستی یادگار اسلاف جناب آغا سید محمد شاہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر پیرانہ سالی کے باوجود فرما رہے تھے اور اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راقم الحروف (عبداللطیف اشرفی) کے ذمہ تھے اور اسٹیج پر مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا عبدالوہاب چاچڑ، مولانا الٰہی بخش کافوری، مولانا پروفیسر ابو محمد، مولانا اسداللہ، مولانا قمر الدین ملانہ، آغا محمد ایوب، آغا محمد ہارون اور بہت سے دیگر علماء کرام موجود تھے۔ علماء کرام نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت پر بھرپور تفصیلی گفتگو کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔

مولانا عبدالستار حیدری نے اپنے بیان میں فرمایا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے جب عمر نبی نہیں تو پھر مرزا قادیانی نبی کیسے بن سکتا ہے؟ مولانا سعود افضل نے اپنے بیان میں کہا کہ یہ اجتماع عظیم پوری امت مسلمہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کی پاسبانی کی دعوت دیتا ہے اور فرمایا کہ میرے خاندان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر اپنا لہو بہایا ہے اور میرے اندر بھی وہی خون ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت والے جب بھی حکم کریں گے ہم جان دینے کے لئے تیار ہیں، جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور پاکستان کی سالمیت کی حفاظت کریں گے۔ مولانا قاری خلیل احمد نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا میرے اساتذہ حضرت بنوریؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ اور میرے اکابر مولانا بدر عالم، مولانا عبدالقدیر اور ان سے قبل حضرت امیر شریعتؒ، حضرت کشمیریؒ نے اس کاز ختم نبوت کے لئے قربانیاں دی ہیں، ہم ان کی قربانیوں کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ مولانا تاج محمد چنہ اور مولانا مسعود نے کہا کہ ہمارے علاقے والوں کو چاہئے کہ چناب نگر میں ہونے والے سالانہ ختم نبوت کورس میں شریک ہوں تاکہ قادیانی فتنہ کو پہچان کر دوسرے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بن سکیں۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے اسلام کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے انگریز سے ٹکر لی اور اس کے ہر حربہ کو ناکام بنایا، انگریز نے مسلمانوں کو خریدا تھا اور انہی میں مرزا غلام قادیانی بھی تھا اس لئے مرزا انگریزی گفتگو کرتا تھا جو وہ کہتا تھا کرتا تھا۔ مسلمانوں نے قادیانی فتنہ کا تعاقب اسی طرح کیا جس طرح قرن اولی میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا تعاقب کیا گیا تھا۔ علامہ کشمیریؒ، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت امیر شریعتؒ کی محنت کا یہ اثر ہوا کہ آج قادیانی منہ چھپائے پھر رہے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمن نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر ماننا، آخری نبی ماننا اور سب سے افضل ماننا ضروری ہے۔ روئے زمین پر پونے تین ارب مسلمان ہیں ختم نبوت کا عقیدہ سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو سلام کرتا ہوں جو پوری دنیا میں فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کررہے ہیں اور میں قائدین کو یقین دلاتا ہوں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جمعیت علماء اسلام کا ایک ایک کارکن اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہے۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کا بیان رات تقریباً ڈھائی بجے مکمل ہوا اور دعا کی۔ قابل دید بات یہ ہے کہ اتنی رات بیت جانے کے باوجود مسجد کا صحن اسی طرح بھرا ہوا تھا جس طرح ابتدا میں تھا، یہ سب کرامت ہے ختم نبوت کی، اور حاضرین کا وہ جوش و جذبہ بھی قابل تحسین تھا جبکہ حافظ ابوبکر ''ختم نبوت زندہ باد'' کا ترانہ پیش کررہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے عمدہ نتائج ظاہر فرمائے اور ہم سب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔ کانفرنس کی مکمل تیاری کے لئے از اول تا آخر جن احباب نے جس حیثیت سے شرکت کی۔ رب کریم ان کی محنتوں کو قبول فرما کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

ترتیبِ جدید ایڈیشن

عقیدۂ ختم نبوت اور تردیدِ قادیانیت کے موضوع پر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت

کامل ۶ جلدیں

مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں لکھے گئے

بیسیوں مضامین ومقالات اور رسائل کا مجموعہ، عام فہم اور اچھوتا اندازِ تحریر، خوبصورت جلد، جاذبِ نظر سرورق

رعایتی قیمت صرف: 1200 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸رسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی 0321-2115595, 021-34130020

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

Regd: SS-160

فوٹو گرافی پابندی ہے — لائبریری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیرِ اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

33 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء ومناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
اِنْ شَاءَ اللّٰہ

زیرِ سرپرستی

حکیم العصر محدثِ کبیر
ولیِ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

عظیم خوشخبری

امسال ختم نبوت کے شرکاء کو ساتھ ہی مزید دو کورس بھی کرائے جائیں گے:

۱:... قرآن عربی کورس، ۲:... طریقہ درس قرآن وحدیث

یہ دونوں کورس پروجیکٹر کی مدد سے پڑھائے جائیں گے

گویا:

امسال ختم نبوت کے شرکاء قرآن مجید کی گرامر، ترجمہ اور قرآن وحدیث کا درس دینے کے لئے بھی تربیت یافتہ ہو جائیں گے۔

بتاریخ 2 شعبان ۱۴۳۵ھ تا 25 شعبان ۱۴۳۵ھ مطابق 31 مئی 2014ء تا 23 جون 2014ء

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670